اللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِہٖ کَمِشۡکٰوۃٍ فِیۡہَا مِصۡبَاحٌ ؕ

قادیان

ماہنامہ

مشکوٰۃ

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد 34

اپریل 2015ء شہادت 1394 ہجری شمسی

شمارہ 4

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تندسیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے... غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔‘‘ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۲۰ تا ۲۱)

چینئی ،تامل ناڈو میں جماعت احمدیہ کی طرف سے منعقد پیس سیپوزیم کے موقعہ پر اسٹیج کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ مرشد آباد، بنگال کی طرف سے منعقد کئے گئے بلڈ ڈونیشن کیمپ کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ گدگ، کرناٹک کی طرف سے لگائے گئے بک اسٹاک کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ کی طرف سے بلڈ ڈونیشن کا اہتمام کیا گیا۔اس موقعہ پر منعقد کی گئی تقریب کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ شموگہ کی طرف سے منعقد کئے گئے بلڈ ڈونیشن کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ آسنور، کشمیر کے خدام دارالتبلیغ کی تعمیر کے لئے وقارِ عمل کرتے ہوئے

ماہنامہ
مشکوٰۃ
قادیان
مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

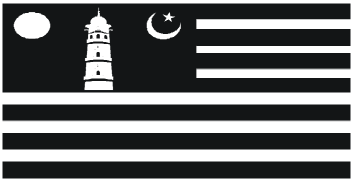

”قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہوسکتی“
(حضرت مصلح موعودؓ)

جلد 34 شہادت 1394 ہش اپریل 2015ء شمارہ 4

نگران: رفیق احمد بیگ
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
عطاء المجیب لون

نائبین
کے۔طارق احمد، مبشر احمد خادم، نیاز احمد نائیک

مینیجر : طاہر احمد بیگ

مجلس ادارت : نصرمن اللہ، سید عبد الہادی، نسیم احمد ڈار، تبریز احمد سولیجہ، مرید احمد ڈار، نیر احمد

انٹرنیٹ ایڈیشن وکمپوزنگ: سید اعجاز احمد آفتاب

ٹائٹل پیج : نیّر احمد

دفتری امور : عبد الرب فاروقی۔مجاہد احمد سولیجہ انسپکٹر

مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ای میل ایڈریس
mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک 220 روپئے   بیرون ملک :50 امریکن $ یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 20 روپئے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

ضیا پاشیاں

☆ آیات القرآن 2

☆ انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم 3

☆ کلام الامام المہدی علیہ السلام 4

☆ خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 13 مارچ 2015ء 5

☆ چرنی سے چراگاہوں تک   قسط 4   11

☆ نظام وصیّت کی اہمیت وعظمت 20

☆ حقیقی جوابات والزامی جوابات   قسط 2 آخری   29

☆ ملکی رپورٹیں 36

☆ جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں کے بارے میں اعلان 37

☆ اجتماع لجنہ اماءاللہ بھارت کی تاریخیں 37

☆ Summary of Friday Sermon delivered on 13 March 2015 40

احمدیہ مسلم جماعت کے متعلق جانکاری کے لئے
درج ذیل Toll Free No پر رابطہ کریں:
180030102131

Printed and Published by Mohammad Nooruddin M.A and owned by Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian and Printed at Fazl e Umar Printing Press, Harchowal Road, Qadian Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India, and Published at Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat, P.o Qadian, Distt. Gurdaspur 143516 Punjab India. Editor Ataul Mujeeb Lone

آیات القرآن

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (البقرة187)

ترجمہ: اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبّیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلٰهٌ مَعَ اللهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (النمل63)

ترجمہ: یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

قُلْ مَا يَعْبَأُ بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۔ (الفرقان78)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا پس تم اُسے جھٹلا چکے ہو سو ضرور اس کا وبال تم سے چمٹ جانے والا ہے۔

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (المؤمن:61)

ترجمہ: اور تمہارے ربّ نے کہا مجھے پکارو میں تمہیں جواب دوں گا۔ یقیناً وہ لوگ جو میری عبادت کرنے سے اپنے تئیں بالا سمجھتے ہیں ضرور جہنّم میں ذلیل ہو کر داخل ہوں گے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِنِ اقْتَرَبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِيْ يَمْشِيْ أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً (سنن الترمذي كتاب الدعوات عن رسول الله)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں۔ جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے گا تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کروں گا اور اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو میں اس بندے کا ذکر اس سے بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت بھر آئے گا تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا۔ اگر میری طرف وہ ایک ہاتھ آئے گا تو میں اس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو میں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرُ فَيَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ۔ (سنن ابی داود کتاب الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہمارا رب ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے۔ جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون ہے جو مجھے پکارے تو میں اس کو جواب دوں۔ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو دوں۔ کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں اس کو بخش دوں۔

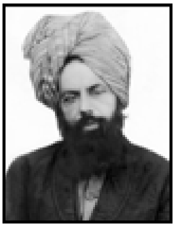

کلام الامام المھدی علیہ السلام

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''وہ فنا کرنے والی چیز ہے۔ وہ گداز کرنے والی آگ ہے۔ وہ رحمت کو کھینچنے والی ایک مقناطیسی کشش ہے۔ وہ موت ہے پر آخر کو زندہ کرتی ہے۔ وہ ایک تند سیل ہے پر آخر کو کشتی بن جاتی ہے۔ ہر ایک بگڑی ہوئی بات اس سے بن جاتی ہے اور ہر ایک زہر آخر اس سے تریاق ہو جاتا ہے... غرض دعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے۔ وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرت احدیت پر گرتی ہے۔

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ نمبر ۲۰ تا ۲۱)

خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے **امن یجیب المضطر اذا دعاہ** پھر جب کہ خدا تعالیٰ نے دعا کی قبولیت کو اپنی ہستی کی علامت ٹھہرائی ہے تو پھر کس طرح کوئی عقل اور حیا والا گمان کر سکتا ہے کہ دعا کرنے پر کوئی آثار صریحہ اجابت کے مترتب نہیں ہوتے اور محض ایک رسمی امر ہے جس میں کچھ بھی روحانیت نہیں۔ میرے خیال میں ہے کہ ایسی بے ادبی کوئی سچے ایمان والا ہرگز نہیں کرے گا جبکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صفت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔ (ایام الصلح صفحہ 30، روحانی خزائن جلد 14 ص 259 تا 260)

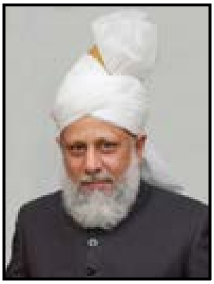

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المؤمنین
خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ 13/مارچ 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

ہر احمدی کو ہمیشہ پُر اعتماد رہنا چاہیئے کہ قرآن کریم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے اور یہ قرآن کریم کی تائید ہی ہے جو ہر روز جماعت کی تعداد کو پاک فطرت لوگوں کے سینے روشن کر کے بڑھا رہی ہے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 13/مارچ 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔لندن

تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان فرمودہ بعض باتیں بیان کروں گا جن کا تعلق براہ راست یا بالواسطہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے ہے۔ان سے بہت سی سبق آموز باتیں سامنے آتی ہیں جن سے آجکل بھی اپنے راستے متعین کرنے کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

پہلا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا پہلا بیان جو ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تبلیغ کے بارے میں جوش اور کس طرح جماعت کو دیکھنا چاہتے تھے ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ اسلام کے لئے جو جوش اور درد تھا جس کا اثر وہ اپنے جماعت کے افراد پر بھی دیکھنا چاہتے تھے اس بارے میں فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تبلیغ سلسلہ کے لئے عجیب عجیب خیال آتے تھے اور وہ رات دن اسی فکر میں رہتے تھے کہ یہ پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ جائے۔ایک مرتبہ آپ نے تجویز کی کہ ہماری جماعت کا لباس ہی الگ ہوتا کہ ہر شخص بجائے خود ایک تبلیغ ہو سکے۔اس پر مختلف تجویزیں ہوئیں۔یعنی یہ پہچان ہو جائے کہ یہ احمدی ہے۔اب صرف ایک علیحدہ پہچان تو کوئی چیز نہیں ہے۔یقیناً آپ کی یہی خواہش ہوگی کہ اس طرح جہاں ایک لباس دیکھ کر اور پھر عملی اور اعتقادی حالت دیکھ کر غیروں کی توجہ ہوگی وہاں خود بھی احساس رہے گا کہ میں ایک احمدی کی حیثیت سے پہچانا جاؤں گا اس لئے میں نے اپنی عملی اور اعتقادی حالت کو درست بھی رکھنا ہے۔

پس آج بھی یہ ہمیں احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ لباس کوئی چیز نہیں لیکن کم از کم ہماری حالتیں ایسی ہوں کہ ہر ایک ہمیں دیکھ کے پہچان سکے کہ یہ احمدی ہے اور یہ دوسروں سے منفرد ہے۔لباس کا ذکر ہو رہا تھا کہ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کس طرح مبلغ یا ایک دین کے کام کرنے والے کی شکل ہونی چاہیئے۔آپ فرماتے ہیں کہ تبلیغ کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ مبلغ کی شکل مؤمنانہ ہو۔خدام الاحمدیہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ پس میں خدام الاحمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ ان کی ظاہری شکل اسلامی شعار کے مطابق ہونی چاہئے اور انہیں اپنی داڑھیوں میں بالوں میں اور لباس

میں سادگی اختیار کرنی چاہئے۔اسلام تمہیں صاف اور نظیف لباس پہننے سے نہیں روکتا۔صاف لباس ہو نفاست ہو اس سے نہیں روکتا بلکہ وہ خود حکم دیتا ہے کہ تم ظاہری صفائی کو ملحوظ رکھو اور گندگی کے قریب بھی نہ جاؤ مگر لباس میں تکلف اختیار کرنا منع ہے۔

تبلیغ کے حوالے سے آپ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ تبلیغ پر خاص طور پر زور دیا جائے۔دہلی آپ گئے تو فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے میں اس وقت چھوٹا سا تھا۔میں یہاں آیا اور اپنے رشتہ داروں کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا۔حیدرآباد کے ایک رشتے کے بھائی بھی ہماری رشتے کی اس نانی کے پاس ملنے آئے تھے جن کے پاس حضرت اماں جان ٹھہری ہوئی تھیں۔انہوں نے میری طرف اشارہ کرکے پوچھا اس رشتے کے بھائی نے کہ یہ لڑکا کون ہے۔نانی نے کہا کہ فلاں کا لڑکا ہے۔یعنی حضرت اماں جان کا نام لیا۔حضرت اماں جان کا نام سن کر وہ مجھے کہنے لگے کہ تمہارے ابا نے کیا شور مچا رکھا ہے لوگ کہتے ہیں کہ اسلام کے خلاف کئی قسم کی باتیں کرتے ہیں۔حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ اس وقت میری عمر چھوٹی تھی مگر بجائے اس کے کہ میں گھبراؤں کیونکہ مجھے وفات مسیح کی بحث اچھی طرح یاد تھی میں نے وفات مسیح کے متعلق بات شروع کردی۔میں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام تو صرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں اور اس زمانے میں جو مسیح موعود اور مہدی معہود آنے والا ہے وہ اسی امت میں سے آئے گا۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کریم کی ان آیات میں سے جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔والی آیت یاد تھی تو میں نے اس کے متعلق سارے مضمون کو اچھی طرح کھول کر بیان کیا تو وہ بڑے حیران ہوکر کہنے لگے کہ واقعی اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں مگر یہ مولوی لوگ کیوں شور مچاتے ہیں؟ تو میں نے کہا انہیں کہا یہ بات تو پھر ان مولویوں سے پوچھئے۔لیکن نانی کا ردّعمل کیا ہوا۔فرماتے ہیں کہ ہماری نانی نے شور مچادیا کہ توبہ کرو توبہ کرو۔اس بچے کا دماغ پہلے ہی ان باتوں کو سن کر خراب ہوا ہوا تھا تم نے تصدیق کرکے اسے کفر پر پکا کردیا۔

پھر تبلیغ کے حوالے سے ہی آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی کے تبلیغ کے طریق کو بیان فرماتے ہیں کہ میاں شیر محمد صاحب اَن پڑھ آدمی تھے یکہ چلاتے تھے۔ان کا طریق تھا کہ سواری کو یکے میں بٹھا لیتے اور یکہ چلاتے جاتے اور سواریوں سے گفتگو شروع کرلیتے۔اخبار الحکم منگواتے تھے۔جیب سے اخبار نکال لیتے اور سواریوں سے پوچھتے آپ میں سے کوئی پڑھا ہوا ہے۔اگر کوئی پڑھا ہوا ہوتا اسے کہتے کہ یہ اخبار میرے نام آئی ہے ذرا اس کو سنا تو دیجئے۔جب وہ اخبار پڑھنا شروع کرتا تو وہ جرح شروع کردیتے کہ یہ کیا لکھا ہے اس کا کیا مطلب ہے یعنی یہ خود میاں شیر محمد صاحب اس طرح جرح کرتے کہ اس کے ذہن کو جواب دینا پڑتا اور بات اچھی طرح اس کے ذہن نشین ہوجاتی۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ انہوں نے مجھے سنایا تھا تو اس وقت تک ان کے ذریعے درجن سے زیادہ احمدی ہوچکے تھے۔یہ صرف الفضل یا الحکم پڑھانے کے ذریعہ سے۔اس کے بعد بھی وہ کئی سال تک زندہ رہے۔نامعلوم کتنے آدمی ان کے ذریعہ اسی طریق پر احمدیت میں داخل ہوئے۔غرض ضروری نہیں کہ ہمیں کام شروع کرنے کے لئے بڑے عالم آدمیوں کی ضرورت ہے کیونکہ علماء کو مذہب کی باریکیوں میں جانا پڑتا ہے اس لئے ان کو علم حاصل کرنے میں کافی عرصہ لگ جاتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود فرمایا کہ الدین یسر۔کہ دین آسانی کا نام ہے۔پس دعوت الی اللہ کے لئے ضروری نہیں کہ علمی بحثوں اور بڑے بڑے سیمیناروں اور فنکشنوں کا سہارا لیا جائے حالات کے مطابق طریق نکالنے چاہئیں۔اس زمانے میں بھی

بہت سے احمدی ایسے ہیں جو اپنے طور پر تبلیغ کے طریقے نکالتے ہیں اور اللہ کے فضل سے بڑے کامیاب ہیں۔

(پھر حضرت مصلح موعودؓ) حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کے ایک مشترک دوست کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ ان کا نام نظام الدین تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ ماموریت کیا اور مولوی محمد حسین بٹالوی نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا تو ان کے دل کو بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ ان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نیکی پر بہت یقین تھا۔ وہ لدھیانہ میں رہا کرتے تھے اور مخالف لوگ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے خلاف کچھ کہتے تو وہ ان سے جھگڑ پڑتے اور کہتے کہ تم پہلے حضرت مرزا صاحب کی حالت کو تو جا کر دیکھو۔ وہ تو بہت ہی نیک آدمی ہیں اور میں نے ان کے پاس رہ کر دیکھا ہے کہ اگر انہیں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قرآن شریف سے کوئی بات سمجھا دی جائے تو وہ فوراً ماننے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ وہ فریب ہرگز نہیں کرتے۔ اگر ان کو قرآن سے سمجھا دیا جائے کہ ان کا دعویٰ غلط ہے تو مجھے یقین ہے کہ وہ فوراً مان جائیں گے۔ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ قرآن کی بات سن کر پھر کچھ نہیں کہا کرتے۔ آخر ایک دن انہیں خیال آیا کہ لدھیانہ سے قادیان پہنچے اور آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کہا کہ کیا آپ نے اسلام چھوڑ دیا ہے اور قرآن سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ قرآن کو تو میں مانتا ہوں اور اسلام میرا مذہب ہے۔ کہنے لگے الحمدللہ۔ میں لوگوں سے یہی کہتا رہتا ہوں کہ وہ قرآن کو چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ پھر کہنے لگے اچھا اگر میں قرآن مجید سے سینکڑوں آیتیں اس امر کے ثبوت میں دکھا دوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ چلے گئے ہیں تو کیا آپ مان جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ سینکڑوں آیات کا تو ذکر کیا اگر آپ ایک ہی آیت مجھے ایسی دکھا دیں تو میں مان لوں گا۔ کہنے لگے الحمدللہ میں لوگوں سے یہی بحثیں کرتا آیا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب سے منوانا تو مشکل بات نہیں یونہی لوگ شور مچا رہے ہیں۔

پھر کہنے لگے اچھا سینکڑوں نہ سہی میں اگر ایک سو آیتیں ہی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کر دوں تو کیا آپ مان لیں گے۔ آپ نے فرمایا میں نے تو کہہ دیا ہے کہ اگر آپ ایک ہی آیت ایسی پیش کر دیں گے تو میں مان لوں گا۔ قرآن مجید کی جس طرح سو آیتوں پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح اس کے ایک ایک لفظ پر عمل کرنا ضروری ہے۔ ایک یا سو آیتوں کا سوال ہی نہیں ہے۔ کہنے لگے اچھا۔ سو نہ سہی پچاس آیتیں اگر میں پیش کر دوں تو کیا آپ کا وعدہ رہا کہ آپ اپنی باتیں چھوڑ دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پھر فرمایا میں تو کہہ چکا ہوں کہ آپ ایک ہی آیت پیش کریں میں ماننے کے لئے تیار ہوں۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام جوں جوں اس امر پر پختگی کا اظہار کرتے جائیں انہیں شبہ ہوتا جائے کہ شاید اتنی آیتیں قرآن کریم میں نہ ہوں۔ آخر کہنے لگے کہ اچھا دس آیتیں اگر میں پیش کر دوں تو پھر آپ تو ضرور مان جائیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہنس پڑے اور فرمایا میں تو اپنی پہلی بات پر ہی قائم ہوں آپ ایک آیت ہی ایسی پیش کریں۔ کہنے لگے اچھا میں اب جاتا ہوں۔ چار پانچ دنوں تک آؤں گا اور آپ کو قرآن سے ایسی آیتیں دکھلا دوں گا۔

ان دنوں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لاہور میں تھے اور حضرت خلیفہ اول بھی وہیں تھے اور مولوی محمد حسین بٹالوی سے اس وقت مباحثے کے لئے شرائط کا تصفیہ ہو رہا تھا۔ مباحثے کا موضوع وفات مسیح تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی یہ کہتے تھے کہ چونکہ قرآن مجید کی مفسر حدیث ہے اس لئے جب حدیثوں سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو وہ قرآن مجید کی ہی بات سمجھی جائے گی اسلئے حدیثوں کی رو سے وفات مسیح وفات وحیات مسیح پر بحث

ہونی چاہئے اور حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں یعنی خلیفہ اول کہ قرآن مجید حدیث پر مقدم ہے اس لئے بہرصورت قرآن سے اپنے مدعا کو ثابت کرنا ہوگا۔ اس پر بہت دنوں تک بحث رہی۔ اس دوران میں میاں نظام الدین صاحب وہاں پہنچے اور کہنے لگے تمام بحثیں بند کردو میں اب حضرت مرزا صاحب سے مل کر آیا ہوں اور وہ بالکل توبہ کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور ان سے یہ وعدہ لے کر آیا ہوں کہ قرآن سے دس آیتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان پر جانے کے متعلق دکھا دی جائیں تو وہ حیات مسیح علیہ السلام کے قائل ہو جائیں گے۔ آپ مجھے ایسی دس آیتیں بتلا دیں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کی طبیعت میں بڑا غصہ تھا۔ جلد باز تھے کہنے لگے کمبخت تو نے میرا سارا کام خراب کر دیا۔ میں دو مہینے سے بحث کر کے ان کو حدیث کی طرف لایا تھا اب تو پھر قرآن کی طرف لے گیا ہے۔ میاں نظام الدین صاحب کہنے لگے اچھا تو دس آیتیں بھی آپ کی تائید میں نہیں۔ وہ کہنے لگے تو جاہل آدمی ہے تجھے کیا پتا کہ قرآن کا کیا مطلب ہے۔ وہ کہنے لگے اچھا تو پھر جدھر قرآن ہے ادھر ہی میں بھی۔ یہ کہہ کر وہ قادیان آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ پس ہر احمدی کو ہمیشہ پُر اعتماد رہنا چاہئے کہ قرآن کریم حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے ساتھ ہے۔ اور یہ قرآن کریم کی تائید ہی ہے جو ہر روز جماعت کی تعداد کو پاک فطرت لوگوں کے سینے روشن کر کے بڑھا رہی ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ مخالفت بھی ہدایت کا موجب ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جب مخالفت ترقی کرتی ہے تو جماعت کو بھی ترقی حاصل ہوتی ہے اور جب مخالفت بڑھتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی معجزانہ تائیدات اور نصرتیں بھی بڑھ جاتی ہیں اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں جب کوئی دوست یہ ذکر کرتے کہ ہمارے ہاں بڑی مخالفت ہے تو آپ فرماتے یہ تمہاری ترقی کی علامت ہے۔ جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں جماعت بھی بڑھتی ہے کیونکہ مخالفت کے نتیجے میں کئی ناواقف لوگوں کو بھی سلسلے سے واقفیت ہو جاتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ان کے دل میں سلسلے کی کتابیں پڑھنے کا شوق پیدا ہو جاتا ہے اور جب وہ کتابیں پڑھتے ہیں تو صداقت ان کے دلوں کو موہ لیتی ہے۔

حضرت مصلح موعود یہ بیان فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ احمدی ہونے کے بعد ایک اَن پڑھ کو بھی کس طرح عقل دے دیتا ہے اور وہ حاضر جواب ہو جاتا ہے ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لدھیانے کے علاقے کے ایک شخص میاں نور محمد صاحب تھے۔ انہوں نے ادنیٰ اقوام میں تبلیغ اسلام کا بیڑہ اٹھایا ہوا تھا۔ اور سینکڑوں خاکروب ان کے مرید ہو گئے تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے اور ان کے بعض مرید بعض دفعہ یہاں بھی آجایا کرتے تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ حضرت مرزا صاحب ہمارے پیر کے پیر ہیں۔ یہاں ہمارے ایک رشتے میں چچا نے محض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت اور آپ کے دعوے کا تمسخر اڑانے کے لئے اپنے آپ کو چوڑوں کا پیر مشہور کیا ہوا تھا اور کچھ تو نہیں کر سکے چوڑوں کا پیر مشہور کر دیا اور ان کا دعویٰ تھا کہ میں لال بیگ ہوں یعنی خاکروبوں کا پیشوا ہوں۔ ایک دفعہ بعض وہ لوگ جو خاکروبوں سے مسلمان ہو چکے تھے یہاں آئے۔ انہیں حقے کی عادت تھی۔ ان صاحب کی مجلس میں یعنی یہ جو اپنے آپ کو خاکروبوں کا پیر کہتے تھے ویسے مغل تھے۔ ان صاحب کی مجلس میں جو انہوں نے حقہ دیکھا تو حقے کی خاطر ان کے پاس جا بیٹھے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ہمارے ان رشتے کے چچا نے ان سے مذہبی گفتگو شروع کر دی اور کہا کہ تم مرزا صاحب کے پاس کیوں آئے ہو؟ تم تو دراصل میرے مرید ہو۔ جب ان سے ہمارے چچا نے سوال کیا کہ مرزا صاحب نے تم کو کیا دیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اور تو کچھ نہیں جانتے لیکن اتنی بات پھر بھی سمجھ سکتے ہیں کہ لوگ پہلے ہم کو چوڑے کہتے تھے لیکن مرزا صاحب سے تعلق کی وجہ سے اب ہمیں مرزائی کہتے

ہیں۔ گویا ہم چوڑے تھے اب ان کے طفیل مرزا بن گئے لیکن آپ پہلے مرزا تھے اور مرزا صاحب کی مخالفت کی وجہ سے چوڑے بن گئے۔

مولویوں نے جو یہ غلط تاثر عامۃ المسلمین کو دیا ہوا ہے کہ حضرت مسیح ہاتھ سے پرندے بناتے تھے اور پھر ان میں جان ڈالتے تھے اور وہ عام پرندوں کی طرح اڑنے لگ جاتے تھے یہ قرآن کریم کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ روحانی قابلیت کے لوگوں کو تربیت دے کر اس قابل بنا دیتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف روحانی پرواز کرنے لگ جائیں۔ بہر حال ایک ایسا نظریہ رکھنے والے مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے گفتگو کر رہے تھے۔ تو آپ لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ ایک مولوی سے پوچھا کہ آپ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح پرندے پیدا کیا کرتے تھے تو جو پرندے ہمیں دنیا میں نظر آتے ہیں ان میں سے کچھ خدا تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہوں گے اور کچھ مسیح کے۔ کیا آپ ان دونوں میں کوئی امتیازی بات بتا سکتے ہیں جس سے معلوم ہو سکے کون سے خدا کے پیدا کردہ ہیں اور کون سے مسیح کے۔ اس پر وہ مولوی صاحب پنجابی میں بولے۔ اے تے ہن مشکل اے دونوں رَل مل گئے نیں۔ یعنی یہ کام تو اب مشکل ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے پیدا کردہ اور مسیح کے پیدا کئے ہوئے پرندے آپس میں مل جل گئے ہیں۔ اب ان دونوں میں امتیاز مشکل ہے۔

ہمیں ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی نظریاتی مسئلہ نہیں ہے بلکہ توحید کے قیام کے لئے انتہائی ضروری ہے اور حضرت مسیح موعود نے آکر اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم کرنا تھا۔ اس مسئلے نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور ہم جب تک اسے پیس نہ ڈالیں گے آرام کا سانس نہیں لے سکتے۔ اب بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیا مسئلہ ہے مگر یہ احدیت کے رستے میں روکیں ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر جوش تھا۔ اور یہی وہ جوش تھا جس نے خدا تعالیٰ کے فضل کو کھینچا اور صداقت کے لئے بنیاد قائم کر دی۔ اور ہم میں ہر ایک جسے اسلام سے محبت ہے سمجھ سکتا ہے کہ یہ محض ایک چنگاری ہے اس آگ کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں تھی۔

پس ہماری تمام کوششیں اسی نقطہ پر گھومنی چاہئیں اور اسی پر محصور ہونی چاہئیں لیکن اگر ہم اس بات کو نہیں سمجھ سکتے تو جو کام ہم کریں گے گو وہ بظاہر توحید ہوگا مگر دراصل وہ کسی شرک کا پیش خیمہ ہوگا۔ توحید بھی ہو لیکن شرک کا پیش خیمہ بھی ہو۔ یہ کس طرح ہوتا ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے ایک واقعہ پیش فرمایا حضرت مصلح موعود نے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں ایک صاحب یہاں پڑھا کرتے تھے وہ روزانہ یہ بحث کیا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ ان کے سر پر رومی ٹوپی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے اسے بلایا اور کہا کہ کیا تم سمجھ سکتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا۔ اس شخص نے بغیر کوئی شرم محسوس کئے ہوئے کہہ دیا کہ ہاں ضرور ہوا۔ اس کی وجہ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہی ہے کہ لوگ وحدانیت تک جاتے ہیں احدیت تک نہیں پہنچتے۔ اب یہ دو چیزیں ہیں سمجھنے والی۔ وحدانیت اور احدیت۔ کہ وحدانیت تک تو جاتے ہیں اور احدیت تک نہیں پہنچتے جس پر پہنچ کر معلوم ہوتا ہے کہ بیشک انسان بھی ایک حد تک خالق ہے رازق ہے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ الگ ہے اور مخلوق الگ ہے دونوں میں کوئی اتحاد ذاتی ہرگز نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے۔

واحد اور احد کی مختصر جو لغت کے حوالے سے وضاحت کر دیتا ہوں تا کہ سمجھنے میں آسانی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ واحد بھی ہے اور احد بھی ہے۔ وحدانیت سے مراد صفات میں واحد ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفات کا ایک حد تک انسان پر تو ہو سکتا ہے اور اس کی اعلیٰ ترین مثال جو کسی انسان میں آ سکتی ہیں وہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے لیکن صفات میں کامل تو صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔

اور احد سے مراد اللہ تعالیٰ کا اکیلا ہونا ہے اور احد کے مقابلے پر دوسری کسی چیز کا تصور بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے فرمایا کہ حقیقی توحید اس وقت قائم ہوگی جب احدیت کی حقیقت کو ہم سمجھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کو پورا کرتے ہوئے حقیقی توحید کے قائم کرنے والے ہوں۔

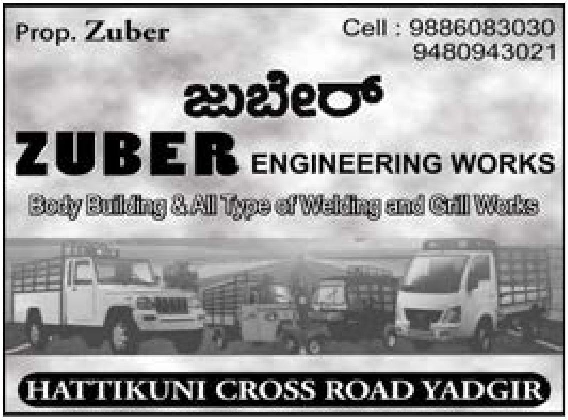

چرنی .... سے .... چراگاہوں تک

مظلوم اور امام السائحین کی درد بھری مگر بامُراد کہانی

قسط نمبر 4

(مکرم غلام نبی نیاز مبلغ سلسلہ)

حضرت مسیح مشرق میں:

تمام شواہد اس بات کی تصدیق کیلئے کافی ہیں کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مارنے میں کامیاب نہیں ہوئے بلکہ مولا کریم نے اُن کو بچایا۔ قبر سے نکلنے کے بعد پہلے وہ مریم مگدلینی اور اُس کی ساتھی خاتون سے ملے۔ اپنے شاگردوں کو گلیل میں ملنے کی ہدایت کی اور جسدِ عنصری کے ساتھ اُن سے ملے اور گفتگو کی۔ اُن کے شک کو دُور کیا کہ وہ روح نہیں بلکہ جسم کے ساتھ ہیں۔ مخاطب ہوکر اُن سے کہا کہ مجھے چھولو کیونکہ روح کی گوشت اور ہڈی نہیں ہوتی۔ اُن کو اپنے زخمی ہاتھ اور پاؤں دکھائے اور مچھلی کا قتلہ اُن سے لیکر اُن کے رُوبرو کھایا۔ اس طرح اُن کو باور کرایا کہ وہ صلیب پر نہیں مرے بلکہ زندہ ہیں۔

اِدھر حالات ایسے تھے کہ اُن کا فلسطین میں رہنا مناسب نہ تھا انہیں خطرہ تھا کہ یہود کوئی اور شرارت نہ کر بیٹھیں۔ چنانچہ وہ بھیس بدل کر فلسطین سے نکل جاتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے :

’’اس کے بعد وہ دوسری صورت میں اُن میں سے دو کو جب وہ دیہات کی طرف پیدل جارہے تھے دکھائی دیئے۔‘‘ (مرقس ۱۱ / ۱۴)

حضرت مسیحؑ حالات سے بے خبر نہیں تھے لہٰذا ہجرت کے سِوا اُن کے پاس اور کوئی چارہ ہی نہ تھا۔ خدا تعالیٰ کے انبیاء کی سنّت یہی رہی ہے کہ جب ایک جگہ حق بات کی تلقین کرنا مشکل بن جاتا ہے تو الٰہی منشاء کے تحت وہ ہجرت کرتے رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ نے بھی اِسی سنت کے تحت ہجرت کی تا کہ جس عظیم کام کیلئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا تھا اُس کو پورا کریں اور وہ عظیم کام تھا بنی اسرائیل کی اصلاح وہدایت۔

بنو اسرائیل بخت نصر اور طیطس رومی کے ظلم وستم سے تنگ آکر اپنے ملک کو چھوڑ کر مشرقی ملکوں مثلاً عراق، ایران، افغانستان، ہندوستان، تبت اور کشمیر وغیرہ علاقوں میں پناہ گزیں ہوگئے تھے۔ لہٰذا آپ کیلئے جس طرح فلسطین کے بنو اسرائیل کو پیغام حق پہنچانا ضروری تھا اسی طرح دوسرے گمشدہ قبیلوں کو تلاش کرنا اور اُن تک پیغام حق پہنچانا بھی آپؑ کے فرض منصبی میں شامل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ’’رَسُوۡلًا اِلٰی بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ‘‘ بنا کر بھیجا تھا۔ چنانچہ رومی سلطنت کی حدود سے باہر نکلنے کے بعد آپؑ نے کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش شروع کی۔ آپ خود فرماتے ہیں :

’’ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے۔‘‘ (لوقا ۱۰ / ۱۹)

نیز فرماتے ہیں :

’’میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانے کی نہیں مجھے اُن کو بھی لانا ضروری ہے وہ میری آواز سُنیں گی پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا۔‘‘ (یوحنا ۱۴ / ۱۰)

نیز فرماتے ہیں :

اور جیسے میرے باپ نے میرے لئے ایک بادشاہی مقرر کی ہے میں بھی تمہارے لئے مقرر کرتا ہوں۔ تا کہ میری بادشاہی میں میری میز پر کھاؤ پیو بلکہ تم تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو۔‘‘ (لوقا

(۲۹،۳۰/۲۲)

پس یہ تھا آپؑ کا فرض منصبی اور اس منصب کو پورا کرنا اُن کیلئے الٰہی فریضہ تھا اس فرضِ منصبی کو پورا کئے بغیر اُن کیلئے چین سے رہنا ممکن نہ تھا۔اور جب تک وہ اپنے اس فرض کو پورا نہ کرتے اللہ تعالیٰ اُن کو موت نہیں دے سکتا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو جس مقصد کیلئے مبعوث کرتا ہے اس کو پورا کئے بغیر اُن کو موت کیسے دے گا۔سو آپؑ نہایت رازداری کے ساتھ رومی حکومت کے حدود سے نکلے اور جہاں جہاں بنو اسرائیل منتشر اور پناہ گزیں تھے اُن تک حتی الامکان پہنچے اور انہیں تبلیغ کی۔حد درجہ احتیاط کا تقاضا تھا کہ آپ اپنی پہچان مخفی رکھتے جیسا کہ آپؑ نے خود اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا کہ :

''میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا''(The Crucifixion)

نیز حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس کی تائید ملتی ہے کہ :

اَوْحَی اللّٰہُ تَعَالٰی اِلٰی عِیْسٰی اَنْ یَّا عِیْسٰی ! اِنْتَقِلْ مِنْ مَکَانٍ اِلٰی مَکَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰی ۔(کنزل العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسٰی کو وحی کی کہ اے عیسٰیؑ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا جا تا کہ تُو پہچانا نہ جائے اور تجھے تکلیف نہ دی جائے۔

آپؑ نے اپنے سفر کو اس قدر مخفی رکھا کہ بھوک اور پیاس مٹانے کے لئے جنگل کے ساگ پات کھا کر اور چشموں کا پانی پی کر گذارہ کرتے رہے۔

چنانچہ حدیث نبویؐ ہے :

کَانَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ یَسِیْحُ فَاِذَا اَمْسٰی اَکَلَ بَقْلَ الصَّحْرَاءِ وَیَشْرِبُ مَاءَ الْقَرَاحِ ۔(کنزل العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

یعنی حضرت عیسی ابن مریمؑ سیاحت کرتے تھے۔(ملک ملک فریضہ تبلیغ ادا کرنے کی غرض سے) تو دوران سفر جنگل کی سبزیاں پھل اور چشموں کے پانی سے گذارہ کرلیا کرتے تھے۔

مسیح یعنی سیاحت کرنے والا نبی ::

چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے فرض منصبی کو ادا کرنے کی غرض سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔لہذا آپ کا نام ''مسیح پڑ گیا۔ایک فارسی کتاب جو ایک تاریخ کی کتاب ہے اس کے صفحہ ۱۳۰ تا صفحہ ۱۳۵ کا خلاصہ یوں ہے

حضرت عیسٰی علیہ السلام کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کہ آپ پیدل سفر کرتے تھے وہ ایک ملک سے دسرے ملک کو جاتے اور راستے میں جنگلی پھل اور سبزیاں کھا کر شکم پُری کرتے'' مذکورہ بالا احادیث سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

غرض حضرت مسیح علیہ السلام کی پوری زندگی سیاحت کرتے ہوئے گذری اور یہ سیاحت اپنے فرض منصبی کو پورا کرنے کی غرض سے تھی چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

قَالَ اَحَبُّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ الْغُرَبَاءُ ۔ قِیْلَ اَیُّ شَیْءٍ الْغُرَبَاءُ قَالَ الَّذِیْنَ یَفِروْنَ بِدِیْنِھِمْ وَیَجْتَمِعُوْنَ اِلٰی عِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۔

(کنزالعمال جلد ۲ صفحہ ۵۱)

یعنی حضور صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب وہ لوگ ہیں جو غریب ہیں سوال کیا گیا غریب کیا چیز ہے یعنی اس سے کیا مراد ہے۔آپؐ نے فرمایا جو عیسٰی ابن مریم کی طرح اپنا دین لیکر اپنے وطن سے نکل جاتے ہیں۔

پس ثابت ہوا کہ آپ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے دین کی خاطر اپنے ملک سے نکل گئے تھے تا کہ یہ متاع عزیز دوسرے بنی اسرائیل تک پہنچا دیں۔پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے بھی

واضح ہے کہ آپؑ زندہ رہے تھے اور یہود نا مسعود آپ کو مارنے پر قادر نہ ہو سکے تھے چنانچہ امام ابو جعفر محمد اپنی مشہور کتاب تفسیر ابن جریر میں فرماتے ہیں کہ۔

''حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ کو فلسطین چھوڑنا پڑا اور مختلف ملکوں کا سفر کرتے ہوئے ایک دور کی سرزمین کا سفر اختیار کرنا پڑا''

(تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

یوز آصف :: یہ سفر حضرت مسیحؑ نے دو مقاصد سے اختیار کیا ایک یہود نا مسعود کی امکانی شرارتوں سے بچنے کیلئے دوسرا آپ کا عظیم مقصد منتشر اور گمشدہ بنو اسرائیل تک پہنچنا تھا۔ پس قرین مصلحت یہی تھی کہ آپ اپنی پہچان مخفی رکھتے لیکن خدا کا برگزیدہ نبی ہونے کی وجہ سے آپؑ نے ایسا نام اختیار کیا جو اگر ایک طرف آپ کے فرض منصبی کی نشاندہی کرے تو دوسری طرف اسمیں آپ کے صحیح مقام کا اظہار بھی ہو۔ پس یوز آصف کا وصفی نام اختیار کر کے وہ دونوں مقاصد پورے ہو گئے۔

یوز یسوع کا مخفف ہے جبکہ آسف عبرانی لفظہ ہے اور اسکے معنے ہیں ''جمع کرنے ولا'' اور یہی آپ کا فرض منصبی تھا کہ

''بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنے والا''

فرہنگ آصفیہ جلد ا صفحہ ۹۱ پر ''آصف'' کے معنے یوں درج ہیں

''حضرت عیسیٰؑ کے عہد میں جب کوڑھیوں کو اُس نے اچھا کیا تو جب وہ مرض سے عاری ہو کر تندرست لوگوں میں شامل ہو جاتے تھے تو انہیں آصف کے نام سے پکارا جاتا تھا''

پس یہ معنے بھی حضرت مسیح علیہ السلام پر صادق آتے ہیں اِس طرح ''یوز آصف'' کی حقیقت بھی کھل جاتی ہے۔ کہ یہ دراصل وہ وصفی نام ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام نے حد درجہ احتیاط کے طور پر اپنایا تھا۔ چنانچہ ایران کے لٹریچر میں آپ یوز آصف کے نام سے ہی متعارف ہیں۔

فلسطین سے ہجرت :: یروشلم کی بربادی کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی والدہ حضرت مریمؑ توما اور دوسرے ساتھیوں کیساتھ دمشق سے نصیبین کا سفر اختیار کیا۔ آپ یہاں پہلے بھی رہ چکے تھے۔ یہاں کے لوگ آپؑ کے دشمن ہو گئے تھے چنانچہ وہاں سے آپ ایران کی سرزمین میں داخل ہوئے اور یہاں سے آپ ''یوز آصف'' کے نام سے معروف ہوئے۔ چنانچہ ''اکمال الدین'' نامی کتاب کے مصنف شیخ سعید الصادق کے صفحہ ۳۱۷ سے صفحہ ۳۵۹ تک ''یوز آصف کے متعلق ایک لمبی روایت درج ہے۔ مصنف کتاب یعنی تیسری یا چوتھی صدی میں گذرے ہیں۔ یہ کتاب سب سے پہلے ''سید السند پریس ایران میں آغا میر باقر علی نے چھپوائی۔ پروفیسر مرلر آف ہاڈبرگ یونیورسٹی نے اس کا ترجمہ جرمن زبان میں کیا۔ اس کتاب میں ذکر ہے کہ ''یوز آصف'' البشریٰ'' نامی کتاب کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے تھے۔

البشریٰ عربی لفظ ہے جسکے معنے خوشخبری کے ہیں۔ انجیل یونانی زبان میں خوشخبری کو کہتے ہیں پس البشریٰ اور انجیل ایک ہی چیز ہے۔ کتاب اکمال الدین میں لکھا ہے :

وَتَقَدَّمَ "یوز اسف " اَمَامَهٗ حَتّٰی بَلَغَ فَضَاءً وَاسِعَ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ......الخ (اکمال الدین صفحہ ۳۵۸)

یوز آسف نے اپنا سفر جاری رکھا یہاں تک کہ اپنے وسیع فضاء میں پہنچے اس نے اپنا چہرہ اٹھایا..............الخ

آگے لکھا ہے :

ثُمَّ اِنْتَقَلَ مِنْ اَرْضِ سَولَابِطه وَسَارَ فِیْ بِلَادٍ وَمَدَائِنَ کَثِیْرَةٍ حَتّٰی اَتٰی اَرْضًا لَتُسَمّٰی قَشْمِیْر ......الخ (اکمال الدین صفحہ ۳۵۹)

پھر وہ یعنی یوز آسف اَرضِ سولا بطہ سے منتقل ہوئے اور بہت سے ملکوں

اورشہروں کی سیر کرتے ہوئے اُس سرِ زمین میں پہنچے جس کا نام قشمیر (کشمیر) ہے۔ اُس نے کشمیر میں سیر کی اور وہیں زندگی بسر کی۔ یہاں تک آپ پر اپنے جسم سے روح کی علیحدگی کا وقت آ گیا اور آپ نور کی طرف اٹھائے گئے اور اپنے مرنے سے پہلے آپ نے اپنے ایک شاگرد کو بلایا جس کا نام یابد تھا جو آپ کی خدمت اور حفاظت کرتا تھا اور وہ تمام امور میں کامل تھا اُسے آپ نے وصیت کی اور کہا کہ میرا دنیا سے اٹھایا جانا قریب ہے۔ پس تم اپنے فرائض کی حفاظت کرتے رہو۔ اور حق سے ادھر اُدھر نہ ہونا اور عبادت بجالاتے رہنا۔ پھر اس نے یابد کو حکم دیا کہ وہ اس کا مقبرہ بنائے اور اُس نے اپنے دونوں پیر پھیلا دئے اور اپنے سر کو مغرب کی طرف کیا اور اپنے منہ کو مشرق کی طرف اور وفات پائی اس پر اللہ کی رحمت ہو''

اس روایت سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت ''یوز آصف'' سیر کرتے ہوئے کشمیر پہنچے اور وہیں زندگی گذاری اور وہیں وفات پائی۔ اُن کی وفات کے وقت اپنے سر کو مغرب کی طرف اور منہ کو مشرق کی طرف کرنا اس بات کیلئے کافی ثبوت ہے کہ یوز آسف اسرائیلی تھے اور دراصل یہ بزرگ حضرت مسیح علیہ السلام ہی تھے۔ اسی طرح کا بیان کتاب ''عین الحیات'' جلد ۲ باب ۲ میں بھی ہے

الغرض ایرانی لٹریچر میں حضرت مسیح علیہ السلام ''یوز آصف'' کے نام سے متعارف ہوئے ہیں۔ چنانچہ بعض فارسی مورخین کے مطابق یوز آصف مغرب کی طرف سے (ایران) آئے وہ تبلیغ کرتے تھے اور کئی لوگ اُن کو مانتے تھے۔ یوز آصف کی باتیں ایرانی ادبیات میں شامل کی گئی ہیں۔ آپ تمثیلوں میں کلام کرتے تھے جو عیسیٰؑ کے تمثیلی کلام سے مشابہ تھیں۔ (احوال اہلیان فارس صفحہ ۲۱۹ از آغا مصطفےٰ)

قدیم ایرانی تاریخ بتلاتی ہے کہ ''یوز آصف'' درویشوں کی ایک جماعت کے پیشوا مانے جاتے تھے۔ چنانچہ حمد اللہ متوفی ۷۳۰ھ نے تاریخ گزیدہ (فارسی) میں طہمورث بن ہوشنگ کا ذکر کرتے ہوئے ملک فارس میں دس سال قحط شدید کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اِس بادشاہ نے روزہ رکھنے کی وہ رسم جاری کی جو یوز آسف (یوز آسف) نے جاری کی تھی یوز آسف درویشوں کی ایک جماعت کے پیشوا تھے یہ جماعت دن کو کماتی اور روزہ رکھتی تھی اور رات کو سدِ رمق کے طور پر کچھ نہ کچھ کھا لیتی تھی اُن کا نام تورات میں لکھا ہوا ہے انہیں کلدانیاں کہتے ہیں''
شیخ سوری نے بھی اِس کی تائید کی ہے

(دیکھیں تاریخ گزیدہ صفحہ ۸۵ (فارسی) ''مطبوعہ ۱۹۱۰ / ۱۳۲۸ء لنڈن، ماخوذ از مسیح کشمیر میں، تالیف محمد اسد اللہ قریشی کاشمیری)

حضرت مسیح علیہ السلام کا پہلا سفر ہندوستان

تمام تاریخی دستاویزات کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے دوبار ہندوستان کا سفر اختیار کیا تھا۔ ایک نبوّت کے ملنے سے پہلے اور دوسرا مقام نبوت پر سرفراز ہونے کے بعد۔ روسی سیاح نکولس ناٹووچ کی تحقیقات کے مطابق ۱۳ سال کی عمر میں آپ نے یروشلم کو چھوڑا اور تاجروں کے ایک گروہ کیساتھ سندھ کی طرف آ گئے۔ وہاں سے پنجاب اور پھر جگن ناتھ اڈیسہ گئے چھ سال وہاں قیام کیا۔ وہاں سے آپ نیپال گئے۔ وہاں نیپالی زبان سیکھی۔ چھ سال وہاں بھی رہے پھر آپ راجپوتانہ کی وادی سے گذر کر ایران پہنچے اور ایرن سے آپ ۲۹ سال کی عمر میں واپس اسرائیل گئے۔

ہندوستان میں رہ کر آپ نے ہندومت اور بدھ اِزم کا مطالعہ کیا۔ آپ

نے یہاں ہر جگہ خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دی۔ بھید بھاؤ اور ذات پات سے بالا ہو کر ہر انسان کو پیار و محبّت دیا اور پیار و محبّت سے رہنے کی تلقین کی۔ غرض یہ سفر آپ کا ہندوستان کا پہلا سفر تھا۔ جیسا کہ اوپر مذکور ہے کہ ۲۹ سال کی عمر میں آپ واپس اسرائیل پہنچ گئے اور لوقا کی انجیل ۲۱،۲۲ / ۴ کے مطابق آپ نے تیس ۳۰ سال کی عمر میں خود تعلیم دینی شروع کی۔

عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق ۳۳ سال کی عمر میں آپؑ کو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور وہاں خدا تعالیٰ کے داہنی ہاتھ بیٹھے ہیں۔ اور آخری زمانے میں پھر واپس آکر اپنے مشن کی تکمیل کریں گے۔

یوحنا کی انجیل ۵۷،۵۸ / ۸ میں یہودیوں نے اُس سے کہا کہ تیری عمر تو ابھی پچاس ۵۰ برس کی نہیں ہے۔

پس اناجیل کی یہ تضاد بیانی خود واضح کرتی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر نہیں گئے بلکہ اپنے ہی لوگوں میں تبلیغ کرتے رہے۔

نیز یہ معمہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ تیس سال کی عمر میں آپ کو قطعاً نبوت نہیں ملی ہوگی اور یہ جو لکھا ہے کہ "جب یسوع خود تعلیم دینے لگا قریباً تیس برس کا تھا (لوقا ۲۳ / ۴) یہاں بھی لفظ قریباً حقیقی عمر کے تعین میں روک ہے۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ آپؑ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ انسان تھے۔ آپؑ کو اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوت عطا کرنا تھا۔ تو قرآنی اصول :

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (یونس : ۱۷)

کے تحت آپ کی زندگی بے داغ اور پاک تھی اور آپ ہمیشہ اچھی اور نیک تعلیم کی تلقین ہی کرتے رہے ہیں۔

یوحنا ۵۶ / ۸ میں جو پچاس برس کا ذکر ہے اس سے یہ اندازہ لگانا کوئی مشکل نہیں کہ آپ کو چالیس پچاس سال کے درمیان نبوت ملی ہوگی۔ اور جب اس باب کو غور سے پڑھا جاتا ہے تو ایسا عارفانہ کلام ہے جو نبی ہی کے شان اور منصب کی نشاندہی کرتا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ چھوٹی عمر میں آپ ہندوستان کیوں آئے؟ یہ مسئلہ تورات میں مندرج کتاب آستر ۱ / ۱۱ اور ۹، ۱۰، ۱۱، / ۸ کے پڑھنے سے حل ہوتا ہے۔ اِن ابواب کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ ہندوستان میں یہودی آباد تھے اور یہ فطری بات ہے کہ آپ اپنے لوگوں کی اطلاع پا کر یہاں آئے ہوں گے۔ كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ کے تحت فطرت کا تقاضا ہے کہ اپنے لوگ جہاں بھی ملیں یا جہاں بھی معلوم ہوں وہاں جانا فطرت کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ آستر کے مذکورہ ابواب میں مندرج ہے :

"اخسویرس کے دنوں میں ایسا ہوا (یہ وہی اخسویرس ہے جو ہندوستان سے کوش تک ایک سو ستائیس صوبوں پر سلطنت کرتا تھا۔" (تورات آستر ۱ / ۱)

"سو اسی وقت تیسرے مہینے یعنی سیوان کے مہینے کی تیسویں تاریخ کو بادشاہ کے منشی طلب کئے گئے اور جو کچھ مردکی نے ہندوستان سے کوش تک ایک سو ستائیس صوبوں کے یہودیوں اور نوابوں اور حاکموں اور صوبوں کے امیروں کو حکم دیا وہ سب ہر صوبہ کو اُسی کے حروف اور ہر قوم کو اُسی کی زبان اور یہودیوں کو اُن کے حروف اور اُن کی زبان کے مطابق لکھا گیا۔" (آستر ۹، ۱۰ / ۸)

پس تورات آستر کے مذکورہ ابواب کا مطالعہ کرنے سے عیاں ہو جاتا ہے کہ ہندوستان میں یہودی یعنی بنی اسرائیل آباد تھے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کا ابتدائی عمر میں اُن لوگوں سے ملنے آنا ایک فطری بات تھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ :

(۱) نکولس ناٹووچ کی تحقیق کے مطابق آپؑ کا پہلا سفر ہندوستان ۱۳ سال کی عمر میں تھا۔ ۲۹ سال کی عمر میں آپ واپس اسرائیل گئے۔

(۲) لوقا کی انجیل ۲۳ / ۴ کے مطابق ۳۰ برس کی عمر میں آپؑ نے خود تعلیم دینی شروع کی اور باور کیا گیا کہ یہی آپؑ کی نبوت کا زمانہ تھا۔ اور ۳۳ سال کی عمر میں عیسائی عقیدے کے مطابق آپ آسمان پر چلے گئے۔

(۳) یوحنا کی انجیل ۵۷ / ۸ کے مطابق جب آپ یہودیوں کو عرفان سے پُر باتیں بتا رہے تھے تو انہوں نے کہا کہ ''تیری عمر تو ابھی پچاس برس کی نہیں ہے۔

پس غالب گمان ہے کہ اُس وقت آپ کی عمر چالیس پچاس برس کے درمیان ضرور ہوگی، تبھی تو انہوں نے ایسی بات کی۔ غرض یہود کی اس بات سے یہ بات تو صاف ہے کہ آسمان پر جانے کی بات افسانہ ہے نہ کہ حقیقت۔ نیز اس سے اسلامی نظریہ کہ نبوت کی عمر چالیس سال کی ہوتی ہے کی تائید بھی ہوجاتی ہے۔

دعویٰ نبوت کے بعد یہودیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر آپؑ نے رومی سلطنت سے ہجرت کی اور ''یوز آصف'' کے نام سے آپ عراق سے ہوتے ہوئے ایران، افغانستان اور ہندوستان دوبارہ آئے۔ یہ آپ کا ہندوستان کا دوسرا سفر تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ آپ کی انتہائی مظلومیت کا دور بھی تھا۔ ''یوز آسف'' نام اختیار کرنا ہی آپ کی حد درجہ مظلومیت اور بے چارگی کو ظاہر کرتا ہے۔ اِسی نام سے آپ کشمیر پہنچے اور پھر یہیں پر اپنی زندگی گذار کر وفات پائی۔

یوز آسف افغانستان میں : ایران سے حضرت یوز آصف علیہ السلام افغانستان کے علاقہ میں داخل ہوئے اور یہاں کچھ عرصہ قیام کیا۔ تبلیغ کی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ مؤرخین کی تحقیق کے مطابق اس علاقے میں بھی بنواسرائیل آباد تھے جن کی تربیت کرنا آپؑ کے منصب میں شامل تھا۔ یہاں اس بات کی وضاحت کرنی ضروری معلوم ہوتی ہے وہ یہ کہ واقعہ صلیب سے پہلے حضرت یوز آصف یعنی مسیح علیہ السلام نے اپنا دائرہ تبلیغ وتربیت صرف فلسطین اور اُس کے گردنواح کو ہی بنایا تھا لیکن صلیب سے بچنے کے بعد آپ نے سنت انبیاء کے تحت ہجرت کی۔ انبیاء کرام کی ہجرت الٰہی منشاء کے تحت ہی ہوا کرتی ہے۔ تاکہ اگر ایک جگہ پیغام حق پہنچانے میں مشکل ہو تو دوسری جگہ یہ اہم فریضہ ادا کیا جاسکے۔ اس بات کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کہ آپ حسب ارشاد باری تعالیٰ ''رَسُوْلًا اِلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ'' بن کر آئے تھے۔ لیکن بنواسرائیل یروشلم میں بخت نصر کے ہاتھوں ہیکل کے تباہ و برباد ہونے کے بعد مختلف علاقوں میں منتشر ہوئے یا کئے گئے تھے۔ اور مؤرخین کی تحقیق کے مطابق اُن میں سے دس قبائل ایران، افغانستان، بخارا، سمرقند، بلخ اور ہندوستان اور ہندوستان کے بعض دوسرے علاقوں مثلاً صوبہ سرحد اور کشمیر میں آباد ہوگئے تھے۔ چنانچہ مؤرخین کی تحقیق کے مطابق اِن علاقوں میں رہنے والے لوگوں کی رسومات، شکل وشباہت، رہن سہن، عادات واطوار معاشرتی زندگی، اور لباس تک یہودیوں سے میل کھاتا ہے۔ اسی طرح ان کے معتقدات، خصائل، ذہنیت اور تہذیب وتمدن سب بنواسرائیل جیسا ہے۔ افغان اور کشمیری مؤرخین کے علاوہ اور بہت سارے مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ افغان اور کشمیری بنو اسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایک افغان مؤرخ لکھتا ہے :

''افغانوں میں یہ متفق علیہ امر ہے کہ اُن کا مورث اعلیٰ ''قیس'' بنی اسرائیل سے تھا۔ یہ بات یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں

تینوں فرقوں نے بالاتفاق تسلیم کی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ سے قریباً سات سو برس پہلے اشوریوں اور بخت نصر بابلی نے بنی اسرائیل کو گرفتار کر کے نینوا اور بابل میں پہنچا دیا تھا اور اِس حادثے کے بعد بنی اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے صرف دو قبیلے ''یہودا'' اور ''بن یامین'' اپنے ملک میں واپس آئے اور دس قبائل اُن کے کلہم مشرق میں رہے۔''

یہی مؤرخ آگے لکھتا ہے :

''پھر جب ہم اس قصے کو چھوڑ کر افغانوں کے سوانح پر نظر کرتے ہیں کہ وہ اپنے باپ دادا سے یہ سنتے آئے ہیں کہ دراصل وہ اسرائیلی ہیں تو اِس امر میں کچھ شک وشبہ نہیں رہتا کہ یہ لوگ انہی جلاوطن دس قبائل میں سے ہیں جو مشرق میں اُن کی ناپید نشانی بتلائے جاتے ہیں۔ اور انہی اسرائیلیوں میں سے کشمیری بھی ہیں جو اپنی شکل اور پیرائے میں افغانوں سے بہت کچھ ملتے ہیں۔''

(اخبار الصنادید جلد اوّل صفحہ ۳۶۰ مؤلفہ مولانا حکیم نجم الغنی خان ،مطبوعہ منشی نول کشور لکھنو ۱۹۱۸ء، ماخوذ از ''مسیح کا سفر زندگی'' مؤلفہ پیام شاہجہانپوری صفحہ ۱۳۳)

نوٹ:: اس بات کا اظہار انتہائی ضروری ہے کہ یہ سمجھنا کہ سب کشمیری بنواسرائیل سے ہیں درست نہیں۔ ہاں ایک معقول تعداد ضرور ہے۔

ایک اور پٹھان پختون مؤرخ لکھتا ہے :

''ایک اسرائیلی پیغمبر باجوڑ (افغانستان) کے جنوب ''دنگ برنگ'' کے مقام پر دفن ہیں جو غازی پیغمبر کے نام سے مشہور ہیں۔ اِسی طرح دو اسرائیلی پیغمبروں کی قبریں علاقہ بونیر میں ہیں۔ ایک ''باج کہٹہ'' میں اور دوسری ''لنگانڑی'' کے مقام پر ہیں۔ ''توما'' رسول جو حضرت عیسیٰؑ کا حواری تھا خراسان (یعنی موجودہ افغانستان اور اس کے مقامات) میں ایک مدت تک تبلیغ کرتا رہا بعد میں مدراس چلا گیا اور وہاں شہید ہو کر میلہ پور (مدراس) میں دفن ہوا۔ جس کی آخری آرام گاہ وہاں موجود ہے۔ اور اس پر بڑا گرجا بنا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ بعض حواری کشمیر میں بھی جلاوطن اِسرائیلیوں کے پاس پہنچے تھے۔ کشمیر شہر سرینگر علاقہ خانیار میں حضرت یوز آصف نبی کا مزار ہے۔ کشمیر کے تمام مسلمان بالاتفاق کہتے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل نبی ہیں اور شام کے ''شہزادہ نبی'' کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ (''کیا پٹھان بنی اسرائیل ہیں'' تحریر خان روشن خان، مطبوعہ پندرہ روزہ تقاضے لاہور صفحہ ۲۵ ماخوذ از مسیح کا سفر زندگی صفحہ ۳۴، ۱۲۳، شائع کردہ ادارہ تاریخ وتحقیق ریواز گارڈن لاہور)

کتاب مذکور سے ایک اور اہم حوالہ شکریہ کے ساتھ درج کیا جاتا ہے جو یوں ہے۔

''جب نادر شاہ (ایرانی) ہندوستان پر حملہ آور ہونے کی غرض سے پشاور میں داخل ہوا تو سرداران پشاور نے جو یوسف زئی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے، نادر شاہ کو بائبل کا ایک نسخہ پیش کیا جو عبرانی زبان میں لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ کچھ اور اشیاء بھی اُس کی نذر کیں جو ان کے قدیم اسرائیلی مذہب کی رسوم ادا کرنے کیلئے استعمال ہوا کرتی تھیں اور بطور یادگار اُن کے پاس محفوظ تھیں۔ نادر شاہ نے اپنی فوج کے یہودی سپاہیوں کو یہ اشیاء دکھائیں انہوں نے انہیں شناخت کیا اور تصدیق کی کہ یہ اُن کی مذہبی کتابیں اور اشیاء ہیں۔'' (ہسٹری آف افغانز صفحہ ۴ مؤلفہ ایل ایل پی فریڑ)

ایک مشہور پختون مورخ قاضی عطاء اللہ جان نے بھی اِس واقعے کی تصدیق یوں کی ہے :

''جب نادر شاہ (بادشاہ ایران) دہلی پر حملہ کرنے کیلئے پشاور میں مقیم تھا تو یوسف زئی قوم نے جرگہ لے کر اس سے ملاقات کی اور تورات کا ایک

قلمی نسخہ جو عبرانی زبان میں تھا اُسے پیش کیا جسے دیکھ کر نادرشاہ اور اُس کی فوج کے یہودی افسر بہت خوش ہوئے۔'' (یوسف زئی قوم کی سرگذشت صفحہ ۲۵۷)

افغان مؤرخین کی طرف سے پیش کردہ مذکورہ بالا حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ یہ قوم بنواسرائیل سے تعلق رکھتے ہیں جو بخت نصر کے ظلم وستم کے بعد اس علاقے میں بھی آئے تھے اور آباد ہوئے۔ چنانچہ مغربی مفکرین میں سے سرولیم جونز، سرجومیلکولم اور چمبرلین اپنی پوری تحقیقات کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے کہ :

'' بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبیلے افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان، تبت اور کشمیر میں پناہ گزین ہوئے تھے۔'' (مصنفہ جارج مور، مطبوعہ ۱۸۶۱ء، LOST TRIBES)

اسلام سے قبل ::

افغانستان میں اسلام سے قبل عیسائی مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ چنانچہ علامہ جمال الدین افغانی جو عالم اسلام کے بڑے مشہور علّامہ تھے اپنی نوشتہ تاریخ افغانستان میں لکھتے ہیں :

'' اسلام سے قبل افغانستان میں نصرانی مذہب کے لوگ موجود تھے جو بعد میں مسلمان ہوگئے۔ اُن میں نصرانی مذہب کے آثار پائے جاتے ہیں اور روٹی پر صلیب کا نشان بناتے ہیں۔'' (تاریخ افغانستان صفحہ ۲۴)

اسی طرح ایک اور افغانی مؤرخ اللہ بخش یوسفی ''تاریخ یوسف زئی افغان'' سابق سیکرٹری آل انڈیا خلافت کمیٹی تاریخ مذکور میں افغانوں اور پٹھانوں کو بنی اسرائیل ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

'' اسلام سے قبل افغان حضرت موسیٰؑ کی تورات پڑھتے تھے اور بنی اسرائیل افغانی صلیب کا نشان بناتے تھے۔'' (تاریخ مذکور صفحہ ۸۷۹، ۸۸۰، مطبوعہ ۱۹۶۰)

اسی طرح افغانستان کے غزنی، ہرات اور جلال آباد کے علاقوں میں ''یوز آسف'' کے چبوترے موجود ہیں۔ اِن چبوتروں کو ''یوز آسف'' اور شہزادہ نبی کے چبوترے بھی لوگ کہتے ہیں۔

تمام قرائن سے ثابت ہے کہ افغان لوگ بنواسرائیل ہیں اور حضرت یوز آسف یعنی حضرت مسیح علیہ السلام اس علاقے میں آئے ہیں۔ انہوں نے یہاں کچھ وقت گذارا۔ لوگ آپ کے معتقد ہوئے اور اسلام آنے کے بعد اسلام قبول کرلیا۔

(باقی ان شاءاللہ آئندہ شمارہ میں)

Contact (O) 04931-236392
09447136192
C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
&
C. K. Mubarak Ahmad
Proprietor
Contact : 09745008672
C. K. WOOD INDUSTRIES
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM KERALA

EXIDE care
EXIDE Loves Cars & Bikes
Authorised
EXIDE Care Dealer : AUTO SERVICE
UNINTERRUPTED POWER BACK-UP ADVANTAGE
EXIDE INVASMART
EXTRA LIFE
36 Month Warranty
INDIA MOVES ON EXIDE
Estd. 1946
MUJEEB AHMED
AUTO SERVICE
15-2-397, Opp. Hotel Rajdhani,
Siddiamber Bazar, Hyderabad-12.
: 040-2460 0423, 2465 6593
Cell : 9440996396

نظام وصیّت کی اہمیت وعظمت
’’رسالہ الوصیّت‘‘ کی روشنی میں

(مولانا عطاء المجیب راشد صاحب امام مسجد فضل۔لندن)

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نوّے ((90 سے زائد تصانیف میں ’’رسالہ الوصیت‘‘ کو ایک بلند مقام اور نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ یہ کتاب دسمبر 1905ء کی تصنیف ہے۔اس کتاب کی تصنیف کا فوری پس منظر وہ متعدد الہامات ہیں جو آپ کو بار بار ہوئے اور جن میں آپ پر یہ ظاہر کیا گیا کہ اب آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے۔ دنیادار تو ایسی خبر ملنے پر گھبرا جاتے ہیں لیکن خدا کے پاک بندوں کا ردّعمل بالکل مختلف ہوتا ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اس موقع پر یہ عظیم الشان کتاب تصنیف فرمائی اور جماعت کو قرب وفات کے بارہ میں ہونے والے الہامات سے آگاہ کرتے ہوئے تسلی دی کہ اس خبر سے گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہم ایک زندہ خدا پر ایمان رکھتے ہیں جو ہر دم زندہ اور حی وقیوم ہے۔ ہاں آپ کی اور افراد جماعت کی طبعی فکرمندی کو دور کرنے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے کہ مسیح پاک علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے مبعوث کیا ہے اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا ایک پودا ہے جس نے بہرصورت آگے بڑھنا ،ترقی پر ترقی کرنا اور بالآخر ساری دنیا پر روحانی طور پر غالب آنا ہے، خدائے قادر وتوانا اور علیم وخبیر نے آپ کو دو عظیم الشان بشارتیں عطا فرمائیں۔

ایک بشارت کا تعلق آپ کے وصال کے بعد جماعت میں روحانی نظام قیادت یعنی خلافت کے قیام سے ہے جس کو آپ نے قدرت ثانیہ کے الفاظ میں بیان کیا۔ دوسری بشارت کا تعلق روحانی زندگی کی بقا اور ترقی کے لئے نظام وصیت کے قیام سے ہے۔ ہر دو عظیم الشان بشارتوں کی تفصیل اور متعلقہ امور کی وضاحت حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے کتاب ’’الوصیت‘‘ میں تحریر فرمائی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ کتابی سائز کے صرف چالیس صفحات پر مشتمل ہے لیکن غیر معمولی شوکت والے بیانات سے بھری ہوئی ہے۔

اس مضمون میں یہ ارادہ کیا ہے، وباللہ التوفیق، کہ نظام وصیت کی اہمیت اور عظمت کے مضمون کو رسالہ الوصیت میں مندرجہ تحریرات کی روشنی میں کسی قدر اجاگر کیا جائے۔حتی الوسع اسی ترتیب کے ساتھ جس طرح یہ بیانات کتاب میں درج ہیں۔

۞...... کتاب کی بالکل ابتداء میں فرمایا:

’’مَیں نے مناسب سمجھا کہ اپنے دوستوں اور ان تمام لوگوں کے لئے جو میرے کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیں چند نصائح لکھوں‘‘۔

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے یہ کتاب بہت محبت بھرے دلی جذبات کے ساتھ بطور نصیحت لکھی ہے اور خاص طور پر وہ احباب جماعت مخاطب ہیں جن کو حضور علیہ السلام نے ’’دوستوں‘‘ کے پیار بھرے لفظ میں یاد فرمایا ہے۔ گویا یہ محبت کرنے والے اور مسیح پاک علیہ السلام سے محبت کا دعویٰ کرنے والے کتاب کے اولین مخاطب ہیں اور پھر اس کتاب کے عمومی پیغام کا دائرہ دیگر لوگوں تک پھیلا ہوا

ہے خواہ وہ لوگ جماعت کے ہوں یا غیر از جماعت ہوں۔

اس فقرہ سے حضور علیہ السلام نے ضمناً اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ حضور علیہ السلام کی تحریرات اور آپ کے کلام سے احباب کو ہمیشہ بھرپور استفادہ کی کوشش کرنی چاہئے۔ آپ کا کلام اور آپ کی تحریرات کوئی معمولی تحریرات نہیں ہیں۔ ایک دوسری جگہ آپ نے اپنی تحریرات کے بارہ میں یہ الفاظ خود تحریر فرمائے ہیں جو ہمیشہ ہر احمدی کو یاد رکھنے چاہئیں۔ فرمایا:

''میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر مَیں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے''۔

(روحانی خزائن جلد3، ازالہ اوہام صفحہ 403)

❁...... ''پہلے مَیں اس مقدس وحی سے اطلاع دیتا ہوں جس نے میری موت کی خبر دے کر میرے لئے یہ تحریک پیدا کی''۔

اس فقرہ میں آپ نے کتاب کے لکھنے اور اس میں نصائح درج کرنے کے فوری پس منظر کا ذکر فرمایا ہے۔ آپ نے عربی اور اردو میں وحی الٰہی کا ذکر فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ اسی مقدس وحی نے جہاں ایک طرف مجھے میری وفات کی خبر دی ہے (جس کی وجہ سے طبعاً ہر ایک کو فکرمندی ہوگی) اسی وحی کی وجہ سے میرے دل میں یہ تحریک ہوئی ہے کہ مَیں یہ نصائح لکھوں جن کی وجہ سے انہیں پڑھنے اور ان پر عمل کرنے والوں کے لئے غیر معمولی تسلّی اور اطمینان قلب کی صورت پیدا ہوگی۔ گویا یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی وحی کے تابع ہے، نظام خلافت کا قیام بھی اور نظام وصیت کا اجراء بھی۔

❁۔ ''ہم کھلے کھلے نشان تیری تصدیق کے لئے ہمیشہ موجود رکھیں گے''۔

اس فقرہ سے پتہ لگتا ہے کہ یہ دونوں نظام جو اللہ تعالیٰ کی ایماء سے قائم ہوں گے نہ صرف خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ہوں گے بلکہ ایسے کھلے کھلے نشانات ثابت ہوں گے کہ دنیا ہمیشہ ان کی عظمت کو دیکھتی رہے گی۔ اور ان نشانوں کا وجود کبھی منقطع نہیں ہوگا۔ نظام خلافت بھی اور نظام وصیت بھی ہمیشہ جاری رہیں گے۔ نیز یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان ہر دو نشانات کا وجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کو ثابت کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور ان دونوں کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی سچائی مستقبل میں واضح تر ہوتی چلی جائے گی۔

❁۔ جماعت میں نظام خلافت کے قیام کی بشارت اور جماعت کی ترقیات کے نہایت ایمان افروز تذکرہ کے بعد الوصیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا''۔

اس سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ نظام وصیت میں شامل ہونے والوں کے مدفن کا نام بہشتی مقبرہ ہے اور یہ نام الہامی ہے۔ اس جگہ حضور علیہ السلام نے جو طرز کلام اختیار فرمایا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ نام اس مقدس جگہ کے لئے عطا فرمایا ہے اور فرشتوں کی زبانی یہ نوید آپ کو عطا ہوئی۔

❁...... اس بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

''ظاہر کیا گیا ہے کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں''۔

یہ فقرہ واضح کرتا ہے کہ یہ خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو دی گئی کہ اس میں جو برگزیدہ اور متقی لوگ دفن ہوں گے وہ اس زمرۂ ابرار میں شامل ہوں گے جن کے لئے جنتی کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مضمون حضور علیہ السلام کی اسی کتاب میں متعدد بار متنوع انداز میں بیان ہوا ہے اور ان سب کو یکجا نظر میں رکھنے سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی

ہے کہ نظام وصیت کی شرئط، جو اللہ کے ایماء پر حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تحریر فرمائیں، کو پورا کرنے والے بہشتی اور جنتی لوگ ہی اس قابل بنائے جائیں گے کہ اس مقدس قبرستان میں تدفین کی سعادت ان کو ملے۔ جو اس معیار پر پورا نہ اترے گا اور عنداللہ جنتی نہ ہوگا اس کی تدفین کی راہ میں خدائے قادر کی طرف سے کوئی نہ کوئی روک ڈال دی جائے گی۔

❁...... نظام وصیت کے حوالہ سے قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے تین بار بڑی ہی پرمعارف دلی دعائیں اس کے لئے کی ہیں۔ پہلی بار دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''مَیں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔ اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس دعا میں حضور علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے بابرکت ہونے اور واقعی بہشتی مقبرہ بنائے جانے کی بھی دعا کی ہے۔ اور یہ بھی کہ یہ جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو۔ پاک دل لوگوں کی صفات کا بھی ساتھ ہی ذکر فرما دیا ہے تا یہ سب باتیں ہر موصی پر خوب واضح رہیں اور وہ صرف وصیت کرنے پر ہی اکتفانہ کرے بلکہ ان سب اوصاف کو واقعی طور پر اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا رہے۔

❁...... دوسری بار کی دعا کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''مَیں پھر دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے اُن پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقع تیرے لئے ہو چکے اور دنیا کی اغراض کی ملونی اُن کے کاروبار میں نہیں آمِیْن یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن''۔

اس دعا میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اپنی محبت بھری دعا میں چند اوصاف کا ذکر فرمایا ہے تا یہ امر پوری طرح ذہن نشین رہے کہ کون سی صفات حسنہ ہیں جن کا حامل حقیقت میں ان دعاؤں کا وارث ہوگا۔ پاک دل ہونے کا ذکر اس دعا میں دوسری بار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے نزدیک نظام وصیت میں شمولیت کے لئے یہ ایک بنیادی شرط ہے اور ایک سچے موصی کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ واقعی ایک پاک دل انسان بن جائے۔

❁۔ تیسری بار حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دعا کے الفاظ یہ ہیں:

''پھر مَیں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم! اے خدائے غفور ورحیم! تُو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنّی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجا لاتے ہیں۔ اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کر چکے ہیں۔ جن سے تُو راضی ہے اور جن کو تُو جانتا ہے کہ بکلّی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں۔ آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ''۔

اس تیسری بار کی پُردرد دعا میں بھی چند غیر معمولی اوصاف کا ذکر ہے جو ایک موصی کو صحیح معنوں میں عنداللہ موصی بنانے کے لئے ازبس لازم ہیں۔ ان اوصاف پر یکجائی طور پر نظر کی جائے تو یہ امر خوب نکھر کر سامنے آتا ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے جن پاک دل لوگوں کا ذکر پہلی دو دعاؤں میں فرمایا ہے یہ سب اوصاف گویا نیک دلی کے بلند مقام تک پہنچنے کے زینے ہیں اور ان راہوں سے گزرے بغیر نفس کو پاک

کرنے کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یہ امر بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بہشتی مقبرہ کے حوالہ سے اس میں دفن ہونے والے خوش نصیبوں کے لئے تین بار بڑے درد اور الحاح سے دعائیں کی ہیں اور یہ بات اپنی ذات میں ایک غیر معمولی بات ہے جو سارے نظام وصیت کی عظمت اور اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ تینوں بار دعا کے آخر پر آمین یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن کے الفاظ بڑے اہتمام سے درج ہیں۔ یہ بھی ایک خاص بات ہے جو یہ اشارہ بھی کرتی ہے کہ وصیت کا سارا نظام رب العالمین کے اشارہ اور ایماء پر جاری ہوا اور اسی رب العالمین کے حضور عاجزانہ دعاؤں سے اس کی بنیادوں کو استوار کیا جا رہا ہے۔

ان تین بار کی دعاؤں پر اس پہلو سے بھی نظر کرنی چاہئے کہ ان میں مسیح پاک علیہ السلام نے ان اوصاف کا ذکر فرمایا ہے جو آپ ایک موصی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو دراصل وصیت کے استحقاق کی شرط کے طور پر ہیں۔ اگر ابتداء میں یہ اوصاف کسی موصی میں نہ بھی ہوں تو اسے یہ پیغام خوب اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وہ صفات ہیں جو اسے اپنے ماٹو کے طور پر یاد رکھنی چاہئیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ سب اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

❁...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا ہے:

''اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا نے یہ فرمایا ہے کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ ''اُنْزِلَ فِیْهَا کُلُّ رَحْمَةٍ'' یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتاری گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں''۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی مقبرہ کا نام خود خدا تعالیٰ نے رکھا ہے اور ''بڑی بھاری بشارتیں'' اس سلسلہ میں آپ کو عطا ہوئی ہیں۔ اور ''ہر ایک قسم کی رحمت'' اس میں اتاری گئی ہے۔ یہ سب امور اس بہشتی مقبرہ کے بلند و بالا مقام اور اس کے مہبط انوار ہونے کا قطعی ثبوت ہیں۔ اس کی عظمت کے گواہ ہیں۔ اسی وجہ سے مزید تحریر فرمایا کہ آپ نے وحی خفی کے نتیجہ میں اس مقدس قبرستان ''بہشتی مقبرہ'' میں تدفین کے لئے تین بنیادی شرائط مقرر فرمائیں۔

1۔ شرط اول کے طور پر کچھ مالی ادائیگی جو گویا انفاق فی سبیل اللہ کا فوری اور پہلا زینہ ہے۔

2۔ ترکہ کے دسویں حصہ کی ادائیگی کی وصیت جو انفاق فی سبیل اللہ کا ایک امتیازی زینہ ہے۔

3۔ تیسری شرط یہ بیان فرمائی کہ دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔ یہ شرط سب سے اہم اور موصی کی ساری زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

❁...... نظام وصیت کے بارہ میں فرمایا:

''یہ مت خیال کرو کہ یہ صرف دور از قیاس باتیں ہیں۔ یہ اس قادر کا ارادہ ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے''۔

ان زوردار اور متحدیانہ الفاظ سے نظام وصیت کی عظمت و شوکت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس مقدس نظام کی بنیاد رکھتے وقت یہ الفاظ مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے نکلے اور آج سو سال پورے ہونے پر بالخصوص خلافت خامسہ کے بابرکت دور میں نظام وصیت کی عالمگیر وسعت کو دیکھ کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا سے بھر جاتا ہے۔

❁...... نظام وصیت کی عظمت اور افادیت جاننے کے لئے یہ فقرہ بھی قابل توجہ ہے۔

’’اس وصیت کے لکھنے میں جس کا مال دائمی مدد دینے والا ہوگا اس کا دائمی ثواب ہوگا اور خیرات جاریہ کے حکم میں ہوگا‘‘۔

اس ارشاد میں ہر موصی کے لئے یہ زبردست نوید ہے کہ وہ دائمی ثواب کا مستحق ہوگا اور اس کی یہ مالی قربانی ایسی ہوگی کہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے ایصال ثواب کا موجب ہوگی اور صدقہ جاریہ کے طور پر اس کا فیض کبھی ختم نہ ہوگا۔

✿...... نظام وصیت کے نتیجہ میں قائم ہونے والے بہشتی مقبرہ کے بارہ میں فرمایا:

’’خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں۔ تا آئندہ کی نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ اور تا اُن کے کارنامے یعنی جو خدا کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں‘‘۔

یہ پُرمعارف فقرہ بہشتی مقبرہ کے قیام کے عالی مقصد کو خوب واضح کرتا ہے۔ ہر موصی کو کامل الایمان بننے کی دعوت دینے والا یہ فقرہ اسے یہ خوشخبری سناتا ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے ذریعہ اس کا وجود آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے نیکی کی تحریک کا موجب بن جائے گا۔ اور اس طرح اس کے نیک نمونہ کو دیکھ کر نیکی کی توفیق پانے والے اس کے لئے دعا گو ہوں گے اور وہ مرحوم موصی اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ کے مطابق مرنے کے بعد بھی عنداللہ اجر اور ثواب پاتا رہے گا۔

✿...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک اور پیارا دعائیہ فقرہ ملاحظہ ہو:

’’بالآخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس کام میں ہر ایک مخلص کو مدد دے اور ایمانی جوش ان میں پیدا کرے اور ان کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین‘‘۔

عجز و انکسار کے پیکر حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے قلم مبارک سے اپنے بارہ میں ’’ہم‘‘ کا لفظ بہت ہی منفرد مثال ہے۔ ظاہر ہے کہ اس لفظ کے استعمال کے پیچھے آپ کی اپنی ذات نہیں بلکہ آپ کے قلب اطہر میں اس قادر و توانا خدا کا خیال ہے جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور جس کے ارادہ اور اذن سے یہ عظیم الشان نظام وصیت جاری ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر کے ایک حوالہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

اس ایک فقرہ میں مسیح پاک علیہ السلام نے کس خوبی اور کمال محبت سے ہر موصی کو تین نہایت جامع دعاؤں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے۔ خدا یہ دولت ہر موصی کو عطا فرماتا رہے۔

✿...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں آپؑ نے فرمایا:

’’کوئی نادان اس قبرستان اور اس کے انتظام کو بدعت میں داخل نہ سمجھے کیونکہ یہ انتظام حسب وحی الٰہی ہے اور انسان کا اس میں دخل نہیں‘‘۔

یہ جامع فقرہ ہر نادان کے اس شک اور بدظنی کو دور کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ یہ سارا نظام کسی ذاتی غرض، ارتکاز دولت یا دین میں اختراع اور بدعت کے طور پر جاری کیا گیا ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سارا نظام وحی الٰہی پر مبنی ہے اور کسی انسانی سوچ یا منصوبہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اس بات کا مزید ثبوت یہ ہے کہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے لئے مسیح پاک علیہ السلام کی بیان فرمودہ تیسری شرط میں یہ ذکر ہے کہ دفن ہونے والا کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ ظاہر ہے کہ بدعتی عمل کرنے والے کو ردّ کرنے والا نظام خود بدعت پر مبنی کیسے ہو سکتا ہے؟

✿...... بہشتی مقبرہ کے بارہ میں یہ بنیادی فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

’’کوئی یہ خیال نہ کرے کہ صرف اس قبرستان میں داخل ہونے سے کوئی بہشتی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ زمین کسی کو بہشتی

کردے گی۔ بلکہ خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائے گا''۔

ایک اور پہلو سے دیکھا جائے تو یہ فقرہ ایک موصی کو ہر لحہ بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہے کہ وہ وصیت کی جملہ شرائط کو ہمیشہ مدنظر رکھتے ہوئے ان کے مطابق زندگی بسر کرے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے وہ یہ مقام حاصل کرلے کہ عنداللہ بہشتی قرار پائے تبھی وہ بہشتی مقبرہ میں تدفین کی سعادت حاصل کرسکے گا۔

۞...... شرائط تدفین کے بارہ میں فرمایا:

''ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابندِ احکامِ اسلام ہو۔ اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو۔ اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچّا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوقِ عباد غصب کرنے والا نہ ہو''۔

یہ فقرہ بھی بہت بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہمیشہ ہر موصی کی نظروں کے سامنے رہنا چاہئے۔ یہ وہ امور ہیں جن سے ہر انسان اپنے اعمال کا محاسبہ کرسکتا ہے۔

۞...... نظام وصیت کے ذریعہ جمع ہونے والے اموال کا مصرف کیا ہوگا؟ فرمایا:

''انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اَور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدّم اشاعتِ اسلام ہوگی''۔

اس ایک فقرہ میں سارے نظام وصیت کی بنیادی غرض بہت خوبصورتی سے بیان کردی گئی ہے۔ یہ سلسلہ محض اموال کے جمع کرنے کی خاطر نہیں جیسا کہ بعض نادان سمجھ سکتے ہیں بلکہ صرف اور صرف ان اغراض عالیہ کے لئے ہے جو اس سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہیں۔ اور یہ بیان کرنے کے ساتھ ہی وضاحت فرمادی کہ ان اغراض میں سب سے مقدم اشاعت اسلام ہے۔ اس سے ضمناً یہ وضاحت بھی ہوگئی کہ سلسلہ کی اغراض اور اشاعت اسلام میں باہم کوئی فرق نہیں۔ یہ دراصل ایک ہی چیز کے دونام ہیں۔ دوسرے یہ واضح ہوا کہ وصیتی مالوں کا بہترین مصرف اشاعت اسلام ہے۔

۞...... نظام وصیت کے سلسلہ میں یہ فقرہ بھی خاص توجہ کے لائق ہے:

''اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیّتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا''۔

اس فقرہ سے ایک بار پھر اس امر کی وضاحت ہوتی ہے کہ نظام وصیت کا مقصد ارتکاز دولت نہیں ہے اور نہ ہی محض دولت کے بل بوتے پر کوئی شخص اس مبارک بہشتی مقبرہ میں داخل ہونے کا استحقاق حاصل کرسکتا ہے۔ اصل اور بنیادی شرط تقویٰ کا اعلیٰ معیار ہے۔ چونکہ یہ سارا نظامِ وصیت دراصل وحی الٰہی پر مبنی ہے اس لئے اگر وحی الٰہی سے کوئی شخص ردّ کیا جائے تو وہ کسی صورت میں اس نظام کا حصہ نہیں بن سکتا خواہ وہ کتنا بھی مال پیش کرے۔

۞...... اس سارے نظام وصیت سے خدا تعالیٰ کیا چاہتا ہے؟ فرمایا:

''اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقّف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصّہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگادیتے ہیں''۔

یہ فقرہ ہر احمدی کو بہت مستعد اور بیدار کرنے والا ہے۔ واضح طور پر فرمایا کہ نظام وصیت کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ مومن اور منافق میں ایک امتیاز قائم کرکے دکھادے۔ گویا اس کو سچے احمدیوں کے ایمان کا

ایک معیار قرار دیا ہے اور ایک مخلص احمدی کی شان یہ ہے کہ وہ اس الٰہی انتظام کی اطلاع پانے کے بعد اس میں شمولیت سے پیچھے نہ رہے بلکہ فرمایا کہ جو احمدی فوراً اس میں شامل ہو جائیں گے وہ اپنے عمل کے ساتھ اپنی ایمانداری کا ثبوت دیں گے۔ اس پر زور تاکیدی فقرہ کو پڑھ کر ہر احمدی کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ اس کا شمار کن لوگوں میں ہے۔

❁...... اسی مضمون کو ایک دوسرے پیرایہ میں یوں بیان فرمایا:

''وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیّب میں فرق کر کے دکھلاوے اس لئے اب بھی اس نے ایسا ہی کیا''۔

اس فقرہ سے واضح فرمایا گیا ہے کہ نظام وصیت اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک امتحان کے طور پر ہے۔ جو اس امتحان پر پورے اتریں گے وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں سچے مومن ہوں گے۔ وہی طیب قرار پائیں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے نوازتا ہے۔ یہ زوردار فقرہ بھی ایک سچے احمدی کو اس بابرکت نظام میں شمولیت پر آمادہ کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

❁...... حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں بار بار تاکیدی اظہار فرمایا ہے۔ ایک موقع پر فرمایا:

''ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ اِس وقت کے امتحان سے بھی اعلیٰ درجہ کے مخلص جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدّم کیا ہے، دوسرے لوگوں سے ممتاز ہو جائیں گے۔ اور ثابت ہو جائے گا کہ بیعت کا اقرار انہوں نے پورا کر کے دکھلا دیا اور اپنا صدق ظاہر کر دیا۔ بے شک یہ انتظام منافقوں پر بہت گراں گزرے گا اور اِس سے اُن کی پردہ دَری ہوگی''۔

نظام وصیت کو اس وقت کا امتحان قرار دیتے ہوئے بالکل واضح الفاظ میں فرمایا ہے کہ اس نظام میں شامل ہونے والے ہی درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں گے۔ یہی امر ان کے عہد بیعت کی سچائی کا بھی گواہ ہوگا۔ اور پھر بہت ہی واضح اور دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ اس ایک امتحان سے منافقوں کی منافقت خوب کھل کر سامنے آجائے گی اور اس طرح ہر شخص ان کو خوب جان لے گا۔ مجھے یقین ہے کہ اس فقرہ کو توجہ سے پڑھنے کے بعد کوئی مخلص احمدی اس بابرکت نظام سے باہر نہیں رہ سکتا۔

❁...... اور وہ مخلص جو امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس نظام وصیت میں شامل ہو جائیں گے ان کو کیا انعامات ملیں گے۔ اس سلسلہ میں فرمایا:

''اس کام میں سبقت دکھلانے والے راستبازوں میں شمار کئے جائیں گے اور ابد تک خدا تعالیٰ کی ان پر رحمتیں ہوں گی''۔

اور مزید فرمایا کہ ایسے لوگ حقیقی طور پر تارک الدنیا ہوں گے جو:

''یہ ثابت کر دیں گے کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک مومن وہی ہیں اور اس کے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائیں گے''۔

یہ الفاظ اس قدر انعامات اور بشارات کی نوید پر مشتمل ہیں کہ سست سے سست احمدی کو بھی فوراً بیدار اور مستعد ہو جانا چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو پانے کے لئے فی الفور اس بابرکت نظام میں شامل ہو جانا چاہئے۔ اس وقت کی غفلت بہت ہی بڑے گھاٹے کا سودا ہوگی۔

❁...... اس نظام میں شمولیت کی برکات کا بہت ہی مختصر الفاظ میں ذکر کرتے ہوئے آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس نظام کا حصہ بنو گے تو

''بہشتی زندگی پاؤ گے''۔

گویا یہ صرف آخرت میں بہشت پانے یا دئے جانے کا وعدہ اور سودا

نہیں ہے بلکہ اس نظام میں شمولیت کے ذریعہ تو دمِ نقد اسی دنیا میں بہشتی زندگی ان لوگوں کو مل جائے گی۔ اور قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ اگر کسی کو اس زندگی میں جنت کی حلاوت نصیب نہ ہوئی تو وہ آخرت میں بھی اس نعمت سے بے بہرہ اٹھایا جائے گا۔ کیا کوئی ایسا شخص ہوسکتا ہے جو یہ سب کچھ جاننے کے باوجود اس دنیا میں ہی بہشتی زندگی پانے کا خواہاں نہ ہو۔ کون سا ایسا بدبخت ہوگا جو اس نعمت سے محروم رہنا پسند کرے گا۔ خدا کرے کہ کوئی بھی ایسا نہ ہو۔

۞...... حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ہر ممکن طور پر نظام وصیت کی برکت اور اہمیت واضح کرنے کے ساتھ اس میں شمولیت کی تاکید فرمائی اور اس نصیحت کا پورا پورا حق ادا کردیا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ آپ نے یہ سب کچھ انتہائی درد اور محبت سے بیان فرمایا اور کتاب کا آخری فقرہ یوں تحریر فرمایا:

"بہتیرے ایسے ہیں کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹال دیں گے مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے تب آخری وقت میں کہیں گے۔ {هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ} (یٰسین: 53) وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی۔"

کتنے کرب اور دکھ کا اظہار ہے ان لوگوں پر جو امام الزمان کے دست مبارک پر بیعت کا عہد کرنے کے باوجود اس کے اس تاکیدی حکم کو ٹال دیں گے۔ خدا کرے کہ کوئی احمدی ایسا بدقسمت نہ نکلے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا منشائے مبارک سمجھتے ہوئے اس بابرکت نظام وصیت میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین

۞۞۞۞۞۞

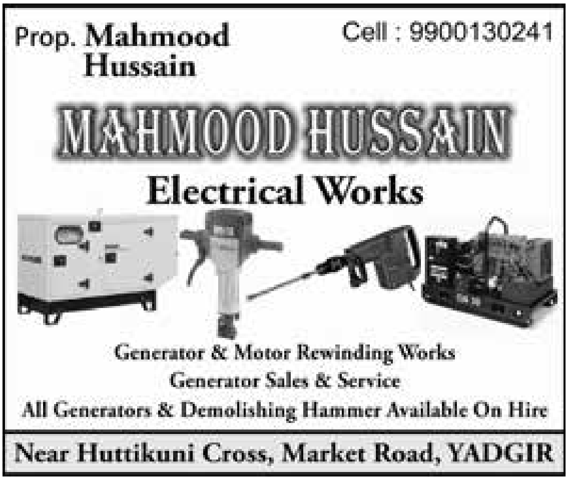

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)

JYOTI
SAW MILL

Saw Mill Owner
&
Forest Contractor

Kuansh, Bhadrak, Orissa

Love For All Hatred For None
Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

O.A. Nizamutheen
Cell : 9994757172

V.A. Zafarullah Sait
Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

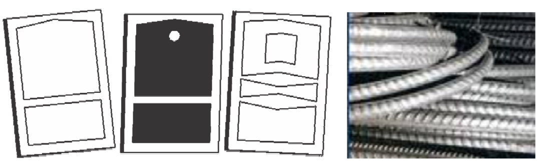

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
#51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near
Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Love For All Hatred For None
Sk.Zahed Ahmad
Proprietor

M/S
M.F. ALUMINIUM

Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel

Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

حقیقی جوابات والزامی جوابات

محمد کاشف خالد۔۔متعلم جامعہ احمدیہ قادیان kashifqdn@gmail.com
(قسط 2 آخری)

پس واضح ہوا کہ مسیح موعودؑ نے جہاں کہیں بھی عیسائیوں کو الزامی جوابات دئے ہیں وہ اس لئے نہیں دئے تھے کہ نعوذ باللہ جس طرح پادریوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دے کر مسلمانوں کی دل آزاری کی ہے اُسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو گالیاں دے کر ان سے بدلہ لیا جائے بلکہ یہ جوابات عیسائیوں کے فرضی یسوع مسیح کے متعلق تھے جن سے پادریوں کو اشد محبت تھی تا وہ اس کے کردار واخلاق پر نظر ماریں اور اس طرح کے گھٹیا الزامات کسی بزرگ دین پر کرنے سے پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں اور شرمندگی میں سے کچھ حصہ لے کر اپنی بدگوئی بند کر دیں۔اور آپؑ نے یہ کارروائی غیرتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وجہ سے مجبوراً کی۔ اس زمانہ میں عیسائیوں نے امام المطہّرین، افضل المعصومین سیّد الاوّلین والآخرین، حبیبِ خدا حضرت احمد مجتبیٰ محمّد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدّس پر نہایت دریدہ دہانی سے زبان طعن دراز کرکے گندے سے گندے حملے کئے، ناپاک سے ناپاک الزام دیا،کوئی برائی نہیں جو آپؐ کی طرف منسوب نہیں کی اور کوئی گندی گالی نہیں جو آپؐ کو نہ دی ہو۔ان کے اس گندے حربے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کاری ضرب لگائی اور ساتھ یہ بھی فرمایا کہ

''اگر پادری اب بھی اپنی پالیسی بدل دیں اور عہد کرلیں کہ آئندہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں نہیں نکالیں گے تو ہم بھی عہد کریں گے کہ آئندہ نرم الفاظ کے ساتھ ان سے گفتگو ہوگی۔ ورنہ جو کچھ کہیں گے اس کا جواب سنیں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ در حاشیہ)

نیز آپؑ کا یہ عمل عین مذہبی رواداری اور امن کے قیام کے لئے تھا۔ کیونکہ اس بات کا اعتراف تو خود عیسائی اخبارات نے کیا ہے کہ اس قسم کی تحریریں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بیہودہ الزامات لگائے گئے ہیں ضرور ملک ہند میں کسی بڑی شورش کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے ایک مرتد اور بدبخت پادری عمادالدین نے جب کتاب'' ھدایۃ المسلمین'' شائع کی تو وہ اس قدر دلآزار کلمات سے مملوء تھی کہ اس پر پادری کریون کے زیر اہتمام شائع ہونے والے اخبار ''شمس الاخبار لکھنؤ'' نے لکھا کہ:۔

''پادری عمادالدین کی تصنیفات کی مانند نفرتی نہیں کہ جس میں گالیاں لکھی ہوئی ہیں اور اگر ۱۸۵۷ء کی مانند پھر غدر ہوا تو اس شخص کی بدزبانیوں اور بےہودگیوں سے ہوگا۔'' (شمس الاخبار لکھنؤ۔ ۱۵/اکتوبر ۱۸۷۵ء)

اس کے علاوہ مسیح موعودؑ نے تمام مذاہب کے علماء کو متعدد ھدایات دیں اور حکومت کے سامنے متعدد تجاویز پیش کیں کہ جن سے مذہبی منافرت کو کم کیا جاسکے اور اگر ان پر عمل کیا جائے تو مذہبی نفرتیں ختم ہوسکتی ہیں۔ سب سے پہلے تو آپؑ نے تمام مذاہب کے علماء کو لمبا عرصہ تلقین کی کہ مذہبی مناظرات میں بجائے اس کے کہ دوسرے مذہب پر کیچڑ اچھالیں صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی جائیں۔

اور اگر دوسرے مذہب کے کسی عقیدہ کا ردّ مقصود ہو تو اس مذہب کے مسلّمات کے اندر رہ کر دلائل پیش کئے جائیں۔ نیز آپؑ نے تمام مذاہب کے علماء کو تلقین کی کہ وہ بانیانِ مذہب کی تحقیر وتخفیف کے طریق چھوڑ کر ان کی صفات اور ان کے محامد بیان کریں۔

آپؑ کے صلح وآشتی سے معمور ان اصولوں کو کافی قبولیت حاصل ہوئی لیکن

سیاہ باطن پادریوں نے اپنی خصلت کو جاری رکھا اور ۱۸۹۷ء میں ایک عیسائی احمد شاہ نے کتاب ''امّہات المومنین'' کے نام سے شائع کی جس میں اس قدر توہین آمیز زبان استعمال کی گئی تھی کہ شیطان بھی اسے پڑھ کر افسوس کرے۔ چنانچہ اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمان مشتعل ہو گئے اور فتنہ کا ڈر پیدا ہو گیا۔ مسیح موعودؑ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ اشتعال انگیزی کی بجائے ایسی تحریروں کا علمی رنگ میں ردّ پیش کر کے ان کے بد اثر کو زائل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے محاسن کو پھیلائیں۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا:۔

''ہماری رائے ہمیشہ سے یہی ہے کہ نرمی اور تہذیب اور معقولی اور حکیمانہ طرز سے حملہ کرنے والوں کا ردّ لکھنا چاہیئے اور اس خیال سے دل کو خالی کر دینا چاہیئے کہ گورنمنٹ عالیہ سے کسی فرقہ کی گوشمالی کرادیں۔ مذہب کے حامیوں کو اخلاقی حالت دکھلانے کی بہت ضرورت ہے۔ ''

(البلاغ۔روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۰۲)

اور جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کے احترام وتکریم کا سوال ہے تو سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی ضخیم تصانیف میں متعدد مرتبہ عیسیٰؑ کے اوصاف حمیدہ بیان کئے ہیں اور اس سے بڑھ کر تکریم کیا ہو گی کہ آپؑ نے اپنے آپ کو حضرت عیسیٰؑ کا مثیل قرار دیا ہے۔ پس آپؑ پر حضرت عیسیٰؑ کی توہین کا الزام نہ صرف غلط بلکہ خلافِ عقل ہے چنانچہ آپؑ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق فرماتے ہیں:۔

جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ میں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ کو برا کہتا تو اپنی مشابہت ان سے کیوں بتاتا''۔(اشتہار ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۷ء حاشیہ مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷ صفحہ ۷۰)

''موسیٰ کے سلسلہ میں ابن مریم مسیح موعود تھا اور محمدی سلسلہ میں میں مسیح موعود ہوں۔ سو میں اس کی عزت کرتا ہوں جس کا ہم نام ہوں۔ اور مفسد اور مفتری ہے وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔''(کشتی نوح۔خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۱۷، ۱۸)

''مسیح خدا کے نہایت پیارے اور نیک بندوں میں سے ہے اور ان میں سے ہے جو خدا کے برگزیدہ لوگ ہیں اور ان میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنے نور کے سایہ کے نیچے رکھتا ہے لیکن جیسا کہ گمان کیا گیا ہے خدا نہیں ہے۔ ہاں خدا سے واصل ہے اور ان کاملوں میں سے ہے جو تھوڑے ہیں۔'' (تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۷۲)

''ہم اس بات کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک اور راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں۔ سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو ان کی شان بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔''(ایام الصلح ٹائیٹل پیج۔ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۲۸)

انّا نکرم المسیح ونعلم انّہ کان تقیّاً ومن الانبیاء الکرام ''(البلاغ فریاد درد۔روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۵۱ حاشیہ)

ترجمہ۔ہم یقیناً مسیح علیہ السلام کی تکریم وتعظیم کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ وہ پاکباز تقویٰ شعار تھا اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے تھا۔

''ہم ناظرین پر ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارا عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام پر نہایت نیک عقیدہ ہے اور ہم دل سے یقین رکھتے ہیں کہ وہ خدائے تعالیٰ کے سچے نبی اور اس کے پیارے تھے اور ہمارا اس بات پر ایمان ہے کہ وہ جیسا کہ قرآن شریف ہمیں خبر دیتا ہے اپنی نجات کے لئے ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر دل وجان سے ایمان لائے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے صدہا خادموں میں سے ایک مخلص خادم وہ بھی تھے۔ پس ہم ان کی حیثیت کے موافق ہر طرح ان کا ادب ملحوظ

رکھتے ہیں۔‘‘(نورالقرآن ۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۳۷۴)

اور ہم لوگ پادری صاحبوں کے مقابل پر کیا سختی کر سکتے ہیں کیونکہ جس طرح ان کا فرض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بزرگی اور عزت مانیں ایسا ہی ہمارا بھی فرض ہے۔ہم لوگ صرف خدائی کا منصب خدا تعالیٰ کے لئے خاص رکھ کر باقی امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک صادق اور راستباز اور ہر ایک ایسی عزت کا مستحق سمجھتے ہیں جو سچے نبی کو دینی چاہیئے۔ (کتاب البریہ روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۳)

’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا ،خدا کا برگزیدہ اور دنیا کا نور اور ہدایت کا آفتاب اور جناب الٰہی کا مقرّب اوراس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑہا انسان جو اس سے سچّی محبت رکھتے ہیں اوراس کی وصیتوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کاربند ہیں وہ جہنم سے نجات پائیں گے۔‘‘(ضمیمہ رسالہ گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ۔روحانی خزائن جلد نمبر ۱۷ صفحہ ۲۶)

یہ چند اقتباسات تو بطور نمونہ ہیں ورنہ اس موضوع کے احاطہ کے لئے تو ایک مستقل مضمون درکار ہے۔

امرتسر کے مقام پر عیسائیوں کے ساتھ ہونے والے تاریخ ساز مناظرہ ’’جنگ مقدس‘‘ میں بھی عیسائی پادری نے مسیح موعودؑ کے عقلی اور الزامی جوابوں سے بوکھلا کر احساس شکست کو دبانے کے لئے آپؑ پر یہ الزام عائد کردیا کہ نعوذ باللہ آپ نے عیسیٰ ؑ کی توہین کی ہے اور انکی شان میں گستاخی کی ہے۔چنانچہ آپؑ نے جواباً فرمایا:۔

’’اور آپ کا یہ فرمانا کہ گویا حضرت مسیحؑ کے حق میں َ میں نے گالی کا لفظ استعمال کرکے ایک گونہ بے ادبی کی ہے۔یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔میں حضرت مسیحؑ کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ اور خدا تعالیٰ کا ایک پیارا بندہ سمجھتا ہوں وہ تو ایک الزامی جواب آپ ہی کے مشرب کے موافق تھا اور آپ ہی پر وہ الزام عائد ہوتا ہے نہ کہ مجھ پر۔‘‘(جنگ مقدس ۔روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۷۰)

حضرت عیسیٰ ؑ تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور بے شک ہر مسلمان کے لئے قابل احترام وجود ہیں،آپؑ نے تو اُن عیسائی پادریوں کو بھی مستثنیٰ قرار دیا ہے جو رسول اللہ ﷺ پر اہانت کے ناپاک حملے نہیں کرتے ۔چنانچہ اپنی ایک تصنیف لطیف میں آپؑ اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ ان کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں۔ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تحریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حدِّ اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں مُنہ پر لاتے اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔۔‘‘(روحانی خزائن ۔کمپیوٹرائزڈ: جلد ۱۴- اَیَّامُ الصُّلح : صفحہ 228)

مسیح موعودؑ کے ان الزامی جوابات پر پادریوں کا بوکھلانا تو ایک طبعی امر تھا کیونکہ آپؑ نے نامِ محمد ﷺ کی غیرت میں پادریوں کو ان کے اپنے اعتقادات کا آئینہ دکھایا تھا۔لیکن افسوس کہ ناسمجھ علماء نے عوام میں یہ پھیلانا شروع کردیا ہے کہ نعوذ باللہ آپؑ نے حضرت عیسیٰ ؑ کی ہتک کی ہے ۔اور اسی ضمن میں حال ہی کی وہ ویڈیو بھی شامل ہے جو ربوہ میں ایک احمدی

بک ڈیپو کے باہر ایک منافق مولوی نے مسیح موعودؑ کا اقتباس پڑھتے ہوئے جاری کی ہے۔

الزامی جوابات دینا قرآن کے خلاف نہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مسلمانوں کو تبلیغ کے گُر سکھاتے ہوئے فرماتا ہے :۔

وَلَا تُجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ

یعنی تم اہل کتاب سے کبھی بحث نہ کرو مگر اعلیٰ اور مضبوط دلیل کے ساتھ سوائے اُن لوگوں کے جو اُن میں سے ظلم کرنے والے ہو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظالمین کا استثناء کیا ہے۔یعنی وہ لوگ جو انبیاء پر بہتان باندھ کر ظلم عظیم کرتے ہوں اور ان کے کردار اور اخلاق کے خلاف جھوٹی اور غلیظ باتیں منسوب کرتے ہوں اور پاک لوگوں پر ناپاک حملے کرتے ہوں، وہ لوگ اس قابل نہیں کہ انہیں محض علمی دلائل سے خاموش کرایا جاسکے بلکہ ان کے لئے الزامی جواب کارگر ہتھیار ہیں جس کا استعمال مومن بحالت مجبوری کرسکتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کفار کا ایک اعتراض بیان کیا ہے جو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کرتے تھے اور وہ یہ ہے کہ:۔

وَقَالُوا مَالِ هَٰذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونَ مَعَهُ نَذِيرًا ﴿الفرقان:۸﴾

یعنی:۔اور وہ کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔کیوں نہ اس پر فرشتہ اُتارا گیا، جو اس کے ساتھ کھڑا ہوکر لوگوں کو ہوشیار کرتا۔

اور اسکے بعد اس اعتراض کا الزامی جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا إِنَّهُمْ لَيَأْكُلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ﴿الفرقان:۲۱﴾

یعنی:۔اور تجھ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے تھے، وہ سب کے سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے تھے۔

اسی طرح گزشتہ زمانوں میں اسلامی بزرگ بھی اس طریق سے کام لیتے رہے ہیں۔چنانچہ ایک مشہور تاریخی واقعہ ہے کہ ایک دفعہ روم کے بادشاہ نے ایک مسلمان بادشاہ کو لکھا کہ آپ اپنا کوئی عالم ہمارے پاس بھجوائیں ہم مذہب کی تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔چنانچہ مسلمان بادشاہ نے ایک عالم کو بھجوادیا عیسائیوں نے پہلے ہی منصوبہ کیا ہوا تھا۔انہوں نے خیال کیا کہ مسلمان عالم کو آتے ہی ہم شرمندہ کریں گے۔چنانچہ جب دربار لگ گیا تو ایک پادری اٹھا اور کہنے لگا مولوی صاحب! آپ کے رسولؐ کی بیوی عائشہؓ پر الزام لگایا گیا تھا اور الزام لگانے والے بھی آپ کی قوم ہی میں سے تھے۔اس لئے یہ اعتراض کچھ مضبوط معلوم ہوتا ہے۔مسلمان عالم جو غالباً ابن تیمیہؒ یا اُنکے کوئی دوست تھے۔بڑے ہوشیار تھے۔کہنے لگے۔پادری صاحب! دنیا میں دو عورتیں گزری ہیں۔ایک کا خاوند تھا۔خبیث لوگوں نے اس پر الزام لگایا۔مگر ساری عمر اس کے کوئی بچہ نہیں ہوا۔لیکن ایک اور عورت (یعنی حضرت مریمؑ) تھی۔جس کا خاوند بھی نہیں تھا۔اُس پر دشمنوں نے الزام لگایا اور اُس کے ہاں بیٹا پیدا ہوگیا۔اب آپ بتایئے کہ الزام کس عورت پر لگتا ہے۔اس پر پادری سخت شرمندہ اور لاجواب ہوگیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب آپ نے تو سختی شروع کردی۔وہ بات تو ہم نے یونہی کہی تھی۔(تفسیر کبیر جلد ہفتم صفحہ ۶۵۶)

اسی طرح اس زمانہ میں بھی علماء ملت نے اس طریق کو اپنایا۔چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے جلیل القدر ساتھی اور خلیفۃ المسیح اول حضرت الحاج حکیم مولانا نور الدینؓ بھی پادریوں اور دیگر معترضین سے کافی مباحثہ کیا کرتے تھے۔چنانچہ آپؓ کی کتب میں بھی ہمیں متعدد ایسے واقعات مل

جاتے ہیں جس میں آپ نے الزامی جواب دے کر معترض کے الزام کو جڑوں سے کاٹ کر اُسے اُسی کے جال میں پھنسا دیا۔اور ان میں سے بعض مواقع تو ایسے تھے کہ جن کے متعلق آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خود وہ جواب آپ کو سکھلایا۔ چنانچہ بطور نمونہ کے مندرجہ ذیل واقعہ پیش ہے آپ فرماتے ہیں:۔

''ایک شخص نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تمہارا قرآن شریف اپنے نبی کی نسبت پیشگوئیاں تو اگلی کتب سے بیان کرتا ہے مگر درس اور باب کا حوالہ نہیں دیتا۔اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت عمدہ جواب سمجھایا۔ میں نے وقفہ دے کر ایک انجیل ہاتھ میں لی اور کہا کہ اس میں مسیح کی نسبت بعض پیشگوئیاں عہد نامہ عتیق سے دی گئی ہیں مگر باب اور درس کا ذکر نہیں۔اسے خدا جانے اپنی بات یاد نہ رہی۔ کہنے لگا باب اور درس تو چودھویں صدی کے بعد بنے ہیں۔اس پر میں نے اُسے کہا کہ ذرا ہوش میں آؤ۔قرآن شریف نے بھی اس وقت ان پیشگوئیوں کے حوالے دیئے ہیں جب کہ باب و درس نہیں تھے۔ وہ بہت ہی شرمندہ ہوا۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۲۴ جون ۱۹۰۹ء بحوالہ کتاب حقائق الفرقان جلد اول صفحہ ۴۹۸)

خود حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے زمانے میں بعض دیگر علماء نے یہ طریق اختیار کیا۔ یہ طرز استدلال اُس زمانے کے اہل علم کے دستور کے مطابق تھا۔

بریلوی فرقہ کے لوگ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو چودھویں صدی کا مجدّد مانتے ہیں اور پاکستانی عوام کی اکثریت بریلوی ہے۔وہ لکھتے ہیں:۔

''نصاریٰ ایسے کو خدا مانتے ہیں جو مسیح کا باپ ہے۔۔۔۔۔۔ایسے کو جو یقیناً دغاباز ہے، پچھتاتا بھی ہے تھک بھی جاتا ہے۔۔۔۔۔۔''۔

(''العطایا النبویہ فی الرضویہ'' صفحہ ۷۴۰، ۷۴۱)

اور یہ انداز دیگر علماء نے بھی اختیار کیا ہے۔ اہل حدیث کے عالم نواب صدیق حسن خان صاحب ایک واقعہ یوں لکھتے ہیں:۔

''ایک بار ایک ایلچی روم پاس بادشاہ انگلستان کے گیا تھا۔اس مجلس میں ایک عیسائی نے اس کو مسلمان دیکھ کر یہ طعن کیا کہ تم کو کچھ خبر ہے کہ تمہارے پیغمبر کی بی بی کو لوگوں نے کیا کہا تھا۔اس نے جواب دیا ہاں مجھ کو یہ خبر ہے کہ اس طرح کی دو بیبیاں تھیں جن پر تہمت زنا کی لگائی گئی تھی مگر اتنا فرق ہوا کہ ایک بی بی پر فقط اتہام ہوا، دوسری بی بی ایک بچہ جن لائیں۔ وہ نصرانی مبہوت ہو کر رہ گیا''۔

(''ترجمان القرآن'' جلد اول صفحہ ۴۳۰، نواب صدیق حسن خان صاحب سورۃ آل عمران، مطبوعہ مطبع احمدی لاہور)

''ارے ذرے گریبان میں سر ڈال کر دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسیٰؑ کے نسب نامہ مادری میں دو جگہ تم آپ ہی زنا ثابت کرتے ہو''۔(صفحہ ۳۷)

مولوی آل حسن صاحب اپنی کتاب ''استفسار'' میں جو ''ازالۃ الاوہام'' مؤلفہ مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی مہاجر مکّی کے حاشیہ پر چھپی ہے، تحریر فرماتے ہیں:۔''پس معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ کا سب بیان معاذ اللہ جھوٹ ہے اور کرامتیں اگر بالفرض ہوئی بھی ہیں تو ویسی ہی ہونگی جیسی مسیح دجّال کی ہونے والی ہیں''۔(صفحہ ۳۷۱)

الزامی جواب کی یہ چند مثالیں دیگر بزرگوں کی کتب سے پیش کی گئی ہیں جن میں وہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔پس آج تو یہ بعض مولوی منافقت کی راہ اختیار کر کے جماعت احمدیہ کی ترقیات سے بغض کی وجہ سے مسیح موعودؑ کی بعض تحریرات کو پیش کر کے عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا (نعوذ باللہ) حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسیٰؑ کی توہین کی ہے۔اور آپ نے دوسرے مسلمانوں کو بھی اس کی ترغیب دی ہے اور اس طرح آپؑ مسلمانوں کو عیسائیوں سے لڑوانا چاہتے ہیں ۔لیکن متعدد منصف مزاج مسلمان علماء نے بڑے واضح الفاظ میں گواہی دی ہے (اور

ان کی گواہی بوجہ آپؑ کے ہم عصر ہونے کے زیادہ قابل قبول ہے) کہ جس وقت مسلمانوں کا دفاع کرنے والا کوئی نہ تھا اس وقت صرف یہی ایک بطل جلیل تھا جس نے نہ صرف یہ کہ دشمن کے حملوں کا دفاع کیا اور ایک حصن حصین کی بنیاد ڈالی بلکہ دلائل و براہین کے ہتھیاروں سے دشمن کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ طوالت کے خوف سے محض ایک گواہی پیش ہے اور یہ گواہی بڑی صفائی کے ساتھ اس زمانہ کے حالات کو عیاں کر رہی ہے اور یقینا یہ گواہی اس طرح کا اعتراض کرنے والوں کے منہ پر ایک دردانگیز چانٹا ہے جس کی گونج دیگر معترضین کے لئے باعث عبرت ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے ایک ممتاز ادیب اور مشہور مذہبی و قومی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے مسیح موعودؑ کی خدمات کا ان حقیقت افروز الفاظ میں ذکر کیا کہ:۔

''وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہوسکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظِ حقیقی کی طرف سے اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سِسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے نہ کر سکتے تھے۔ ایک طرف حملوں کی امتداد کی یہ حالت تھی کہ ساری مسیحی دنیا اسلام کی شمع عرفانی کو سرِ راہِ منزل مزاحمت سمجھ کے مٹا دینا چاہتی تھی اور عقل و دولت کی زبردست طاقتیں اس حملہ آور کی پشت گری کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں اور دوسری طرف ضعفِ مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابل پر تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔۔۔ کہ مسلمانوں کی طرف سے وہ مدافعت شروع ہوئی جس کا ایک حصہ مرزا صاحب کو حاصل ہوا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اسکی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا دھواں طلسم ہو کر اُڑنے لگا۔۔۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو اگرانبار احسان رکھے گی کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا اور ایسا لٹریچر یادگار چھوڑا جو اس وقت تک کہ مسلمانوں کی رگوں میں زندہ خون رہے اور حمایتِ اسلام کا جذبہ ان کے شعارِ قومی کا عنوان نظر آئے قائم رہے گا۔''

(اخبار ''وکیل'' امرتسر ۱۹۰۸ء۔ بحوالہ بدر قادیان ۱۸ جون ۱۹۰۸)

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے مسلمان علماء کو ان کے حبّ عیسیٰ کی شدت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کی غیرت دلاتے ہوئے فرمایا تھا کہ:۔

غیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسماں پر
مدفون ہو زمیں میں شاہ جہاں ہمارا

لیکن لگتا ہے کہ بغض وعناد کی پٹی کی وجہ سے ایسے معترض مولویوں کو آج تک غیرت نہیں آئی اور ان کے دل آج بھی اس بات کو تو گوارا کر لیتے ہیں کہ کوئی بد بخت پادری رسول اللہ ﷺ کی توہین میں ضخیم کتابیں لکھتا پھرے مگر اُس فرضی یسوع مسیح جس کا قرآن کریم میں ذکر تک نہیں، کے دامن کا داغدار ہونا ان سے برداشت نہیں ہوتا۔

پس سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کی اس قسم کی تحریرات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر عیسیٰؑ کی توہین قرار دینا کسی مسلمان کیلئے اپنی غیرت کا جنازہ نکالنے والی بات ہے۔ جب آنحضرت ﷺ پر گندے الزام لگائے گئے تو غیرت کا تقاضہ یہ تھا کہ عیسائیوں کو یسوع کے بارے میں آئینہ دکھایا جاتا۔ طرز تحریر اور زور بیان سمجھنے کی چیزیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ھدایت دے اور عوام الناس کو ان کے شرّ سے محفوظ رکھے۔ آمین وما علینا الا البلاغ المبین

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ
يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ
وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (البقرہ:255)

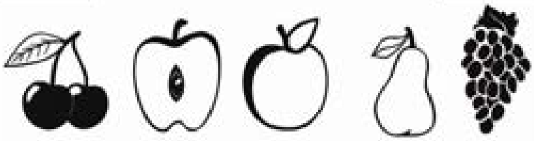

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9419049823, 9622584733, 9596285244

Rehemathulla Shareef

Cell : 9396323262,
9395512515,
Ph : 08504-222122

M-SWIFT
TUBULLAR * AUTOMOTIVE BATTERY

R. S. BATTERIES & INVERTERS

Amarchinta Road, Atmakur Mdl,
Mahabubnagar Dist.

Zishan Ahmad Amrohi (Prop.)

Cell : 9720171269
9897224291

ADNAN GARMENTS (INDIA)

(Jackets, Jeans Pants etc.)

Gher Pachiya, Amroha, J. P. Nagar, U.P. - 244221

ملکی رپورٹیں

(خلاصہ تیار کردہ سید عبدالہادی ممبر مجلس ادارت)

1) قادیان: (از مبشر احمد خادم نائب مہتمم مقامی وناظم تبلیغ) ماہ فروری میں دہلی میں انٹرنیشنل بُک فیئر میں شعبہ نورالاسلام کے زیر اہتمام بُک اسٹال لگایا گیا جس میں قادیان سے 11 خدام نے شرکت کی۔ اس بُک فیئر میں خدام نے مسلسل دس یوم تبلیغ کی اور جماعتی کتب ولٹریچر تقسیم کئے۔

مورخہ 12 فروری کو بمقام پٹھانکوٹ ایک تبلیغی ٹور مکرم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر مقامی کی اجازت سے لے جایا گیا اس دوران حلقہ مبارک کے خدام درج ذیل کالجز میں گئے اور جماعتی کتب ولٹریچر تقسیم کیا۔

AMAN BHALLA INSTITUE OF TECHNOLOGY & ENGINERING

R R M K ARAY MAHAVIDHAYALA COLLEGE

S M D R S D COLLEGE OF EDICATION

مورخہ 10 فروری کو بمقام گورداسپور تبلیغ کی غرض سے BANTH COLLEGE OF ENGENERING & TECHNOLOGY کالج کی لائبریری میں جماعتی کتب و لیف لیٹس رکھوائے گئے۔ دوران ماہ بیرنگ کالج بٹالہ کے M A کے طلباء قادیان تشریف لائے اس دوران انکو جماعت کا تعارف کروایا گیا اور انکے سوالات کے جواب دئے گئے۔ حلقہ باب الابواب کی جانب سے مورخہ 27 فروری بمقام ہوشیار پور ایک تبلیغی وفد گیا اس دوران وہاں وکلا اور ڈاکٹرز کو لٹریچر تقسیم دیا گیا۔ مورخہ 24 جنوری تا 7 فروری پندرہ روزہ تبلیغی کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ دوران ماہ بذریعہ انٹرنیٹ و میل 600 سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تبلیغی پروگراموں کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

2) بنگلور: (از محمد کلیم خان) مورخہ 19 اور 20 فروری کو محترم امیر صاحب بنگلور کی ہدایت پر بنگلور سے 80 کلومیٹر کے فاصلہ پر آدی چُن چُن گری جو ہندوں کا مقدس مقام ہے دوروزہ بک اسٹال لگایا گیا۔ اس دوران 800 سے زائد تعلیم یافتہ افراد میں جماعتی لیف لیٹ ولٹریچر تقسیم کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے اسٹال کو best اسٹال کا ایوارڈ دیا گیا۔

مورخہ 22 فروری کو جماعت احمدیہ بنگلور کی جانب سے مکرم امیر صاحب بنگلور کی زیر صدارت جلسہ یومِ مصلح موعودؓ کا شاندار انعقاد کیا گیا۔ جس میں مقررین نے اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ آخر پر دُعا کے ساتھ یہ پروگرام اختتام پزیر ہوا۔

شعبہ وقف نو بنگلور (از سید شارق مجید) دوران ماہ ہر اتوار کو وقف نو کی تربیتی کلاس کے ساتھ ساتھ اردو کلاس بھی لگائی گئی۔

دوران ماہ 15 فروری کو وقف نو، واقفات نو اور انکے والدین کے ساتھ ایک جامع میٹنگ منعقد کی گئی۔

دوران ماہ ایک اجلاس مکرم محمد کلیم خان صاحب کی زیر صدارت منعقد کیا گیا۔ اس دوران ایک ڈاکمنٹری بھی دکھائی گئی اور اس ڈاکمنٹری کی سی ڈی بچوں کو بطور تحفہ بھی دی گئی۔ دوران ماہ جماعت کی طرف سے منعقدہ بک اسٹال میں وقف نو بچوں نے ڈیوٹیاں دیں۔ دوران ماہ جماعت کی طرف سے منعقدہ جلسہ یوم مصلح موعودؓ میں وقف نو بچوں نے تقاریر کیں۔

اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی کو قبول فرمائے اور بہتر نتائج ظاہر

فرمائے۔آمین

3) ورنگل: (از شبیر احمد یعقوب) دوران ماہ جنوری ۲۰۱۵ میں خاکسار نے ضلع ورنگل کے مختلف اعلیٰ سرکاری افسران سے ملاقات کی اور انکو جماعت کا تعارف کراویا اس دوران ان اعلیٰ افسران کو جماعتی لٹریچر اور کتب بطور تحفہ دی گئیں۔

4) کوپل: (از شیخ اسماعیل احمد قائد ضلع) مورخہ 7 تا 9 فروری کو کوپل ضلع کے گدگیری جماعت میں ایک مثالی وقار عمل منعقد کیا گیا اس دوران پورے گاؤں کی صفائی، مندر، مسجد اور ہسپتال کی صفائی کرائی گئی۔ کیونکہ ان دنوں میں یہاں ہندوں کی ایک یاترا نکلتی ہے اس یاترا کے دوران خدام نے شاملین کو پانی پلایا۔ ہمارے یہ خدمت خلق کے کام دیکھ کر باہر سے آئے ہوئے مہمان کرام بہت متاثر ہوئے اور جماعت کی تعریف کی۔ اس خدمت خلق کے کام میں معلمین کرام کے ساتھ دیگر خدام نے بھی شرکت کی جن کی کل تعداد 50 سے زائد تھی۔

مورخہ 14 اور 15 فروری کو جماعت احمدیہ کلور اور ہرے میگری میں تربیتی اجلاسات منعقد کئے گئے۔ اس دوران مقررین نے تربیتی امور پر تقاریر کیں۔ ان اجلاسات میں خدام واطفال کے ساتھ انصار بھی شامل ہوئے۔

اعلان دُعا

الحمد للہ خاکسار کے بیٹے عزیزم سید طاہر احمد عجب شیر کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 5 مارچ 2015ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کو وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل فرماتے ہوئے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس کا نام "سید عامر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ عزیز نومولود محمد خواجہ صاحب شولاپوری کا پڑنواسہ اور مولوی سید عبد الرحمان صاحب مرحوم کا پڑپوتا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں زچہ و بچہ کی صحت وسلامتی کے لئے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (سید محمود احمد عجب شیر تیماپور، کرناٹک)

124واں جلسہ سالانہ قادیان
26،27،28 دسمبر 2015ء

سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 124ویں جلسہ سالانہ قادیان کے لئے مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2015ء (بروز ہفتہ، اتوار، سوموار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دُعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جلسہ سالانہ کی ہر لحاظ سے کامیابی اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

سالانہ اجتماع
لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت 2015ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کے 21ویں سالانہ اجتماع کے لئے مؤرخہ 17، 18، 19 اکتوبر 2015ء بروز ہفتہ، اتوار سوموار کی تاریخوں کی ازراہِ شفقت منظوری مرحمت فرمادی ہے۔ الحمد للہ۔ ممبرات لجنہ و ناصرات سے درخواست کی جاتی ہے کہ اس بابرکت اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ قادیان دارالامان کے روحانی ماحول میں منعقد ہونے والا یہ اجتماع لجنہ و ناصرات کی تربیت کا اہم ذریعہ ہے۔ اجتماع کی نمایاں کامیابی اور ہر جہت سے بابرکت ہونے کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔

(شمیم اختر گیانی صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

COMPANY NAME: AQS DIGITAL PVT LTD
CONTACT: MUBARAK AHMAD

A/22,SAHEED NAGAR BHUBANESWAR INDIA-751007
PH: 0674-2540396,2548030
MOB: 9438362671,9337362671,9937862671
WWW.LAPTOPSPARESANDSERVICES.COM
EMAIL:INFO@LAPTOPSPARESANDSERVICES.COM

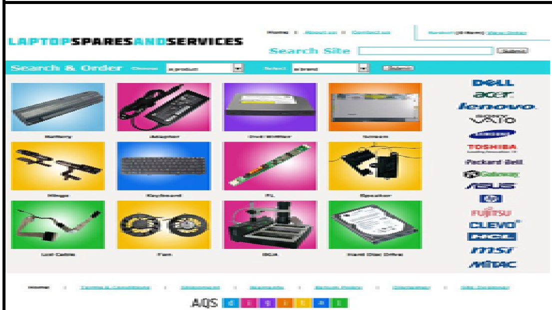

WE ALSO conduct LAPTOP CHIP LEVEL TRAINING DATA RECOVERY TRAINING

JMB Rice mill Pvt. Ltd.

At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

”انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔“ (کلام امام الزمان)

Love For All
Hatred For None

Mob. : 9387473243
9387473240
0495 2483119

SUBAIDA Traders

Madura bazar, Cheruvannoor, Calicut

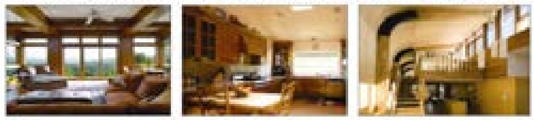

Dealers in Teak, Rubwood & Rose Wood Furniture

Our sister concerns : Subaida timbers, feroke - 2483119
Subaida traders, Madura Bazar, Cheruvannoor
National furniture, Thana, Kannur, 0497-2767143

M/S. ALLIA EARTH MOVERS

AEM

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300, 200.
Tata Hitachi, Ex-200, Ex-70, JCB, Dozer etc.
On hire basis

KUSAMBI, SUNGRA, SALIPUR, CUTTACK - 754221
Tel. : 0671 - 2112266
Mob. : 9437078266 / 9437032266 / 9438332026 / 9437378063

Mohammed Yusuf

Cell : 9902399438, 8546820845
Mail : mmmohammedyousuf@gmail.com
Web : mylinks.co.in

LOVE FOR ALL
HATRED FOR NONE

M.Y.Links

- Tourism Information Centre
- Travel Agencies & Tour Packages
- Home Stay & Hotel Bookings
- Buying & Selling Properties
- Building Construction & Material Supply

Near Chowck, Ganapathi Street, Madikeri - 571201, Kodagu Dist.

wearing a neat and clean dress, it rather commands us to observe cleanliness and neatness and keep away from filth and unhygienic conditions. Also, it commands that one should avoid being extravagant in one's clothing and should adopt moderation in all matters.

Huzoor(May Allāh be his Helper) related a few faith-enhancing incidents as explained by Hazrat Musleh Mau'ūd and by other companions of the Promised Messiah regarding Tablīgh.

While explaining that at times even opposition the adversaries show towards the Jamā'at results in guidance for some people to the right path, Hazrat Musleh Mau'ūd said: When opposition increases, the Jamā'at also progresses. When hostility grows, God's miraculous help and support for the Jamā'at also grows.

The Promised Messiah said: Opposition to you shows that you are making progress. The Jamā'at flourishes wherever there is opposition against it.

Hazrat Musleh Mau'ūd said: The purpose of the Promised Messiah's advent was to establish the Unity of the Almighty God. The Promised Messiah was blessed with an extraordinary fervour to remove the hurdles in the path of the establishment of Allāh's Oneness and Unity in the world. It was this blessed fervour of his that absorbed Allāh's grace and laid down the foundation for the victory of the truthfulness of Islām.

Huzoor (May Allāh be his Helper) briefly explained the terms Wahid and Ahad in light of the Arabic lexicon and said: God is Wahid as well as Ahad. The term Wahid refers to His uniqueness in terms of His attributes, which man can only partly emulate and become an image of the Almighty God in the world. This can be seen manifested at its best in the blessed person of the Holy Prophet.

The term Ahad refers to the Oneness of the Almighty God, an attribute which is not shared by anyone. Hence, we need to realise, as Hazrat Musleh Mau'ūd said, that the Unity of the Almighty God will be truly established in the world only when we understand the reality of His oneness.

May Allāh enable us to fulfil the blessed purpose of the advent of the Promised Messiah and help us strive towards the establishment of His Unity and Oneness in the world! Āmīn

Summary of Friday Sermon Delivered on 13 March 2015

Huzoor(May Allāh be his Helper(gave a discourse with reference to the observations made by Hazrat Musleh Mau'ūd and the faith-enhancing incidents he related regarding the blessed life of the Promised Messiah and his companions.

Huzoor(May Allāh be his Helper(said: Our practices and faith should be such that we should look different and better than others.

Huzoor(May Allāh be his Helper(explained the terms Wahid and Ahad in light of the Arabic lexicon and said: The Unity of God can be truly established only when we understand the reality of His oneness.

On March 13th, 2015,Hazrat Khalīfatul-Masīh V (May Allāh be his Helper) delivered the Friday Sermon at the Baitul Futūh Mosque, Morden, London.

Huzoor(May Allāh be his Helper) gave a discourse on Tablīgh with reference to the observations made by Hazrat Musleh Mau'ūd quoting incidents that shed light, directly or indirectly, upon the blessed life history of the Promised Messiah.

Huzoor(May Allāh be his Helper) said: We can derive a number of lessons from these incidents and seek guidance from them even today to determine the best course of action for ourselves.

Hazrat Musleh Mau'ūd said: The Promised Messiah would think of unique ways of doing Tablīgh. He would spend his days and nights reflecting upon the best possible ways of communicating the message of Islām to every corner of the world. Once he proposed that the people of his Jamā'at should have a specific dress code, so that they are instantly recognized and become distinguished from others.

Hazrat Musleh Mau'ūd said: Indeed, by making this suggestion, the wish of the Promised Messiah would have been for Ahmadīs to attract the attention of the people on the one hand, and on the other to be personally mindful of their practices and the condition of their faith as they were to present themselves before the world as Ahmadīs.

Huzoor(May Allāh be his Helper) said: We need to inculcate this in our hearts even today that our practices should be such that people are instantly able to recognize us as Ahmadīs and find us better than others.

Hazrat Musleh Mau'ūd said: It is important for Ahmadī missionaries, if they seek to invite the world towards Allāh, to have the demeanour of a true believer. Ahmadī youth should make sure that their physical appearance is in accordance with the requirements laid down by Islām. They should make sure to adopt decency and simplicity in their dress, hairstyle and beards. Islām does not restrict us from

فری میڈیکل کیمپ راجوری کا ایک منظر

مجلس خدام الاحمدیہ ایرناکلم، کیرلہ کی طرف سے منعقد خطبات کوئز کے موقعہ پر لی گئی تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ ایرناکلم، کیرلہ کی طرف سے ہومیوپیتھی کیمپ کا اہتمام

مجلس خدام الاحمدیہ کرشنا، آندھرا پردیش میں منعقد یوم مصلح موعود کے موقعہ پر لی گئی تصویر

مجلس خدام الاحمدیہ گاندھی دھام، گجرات میں منعقد یوم مصلح موعود کے موقعہ پر لی گئی ایک تصویر

ریفریشر کلاس سوجان، یوپی کا ایک منظر

Registered with Registrar of Newspapers of India at No. **38951/82** Postal Registration No : **GDP|018|2013-15**

Monthly # MISHKAT **Qadian**

Rs. 20/-

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat

Ph: (91)1872-220139 Fax: 222139 E-mail : mishkat_qadian@yahoo.com

Chairman : Rafiq Ahmad Beig

Editor : Ataul Mujeeb Lone **Ph : 09815016879**

Manager : Tahir Ahmad Beig Ph : 09915223313

Volume : 34 **April 2015**CE **Shahadat 1394**HS **Issue :** 4

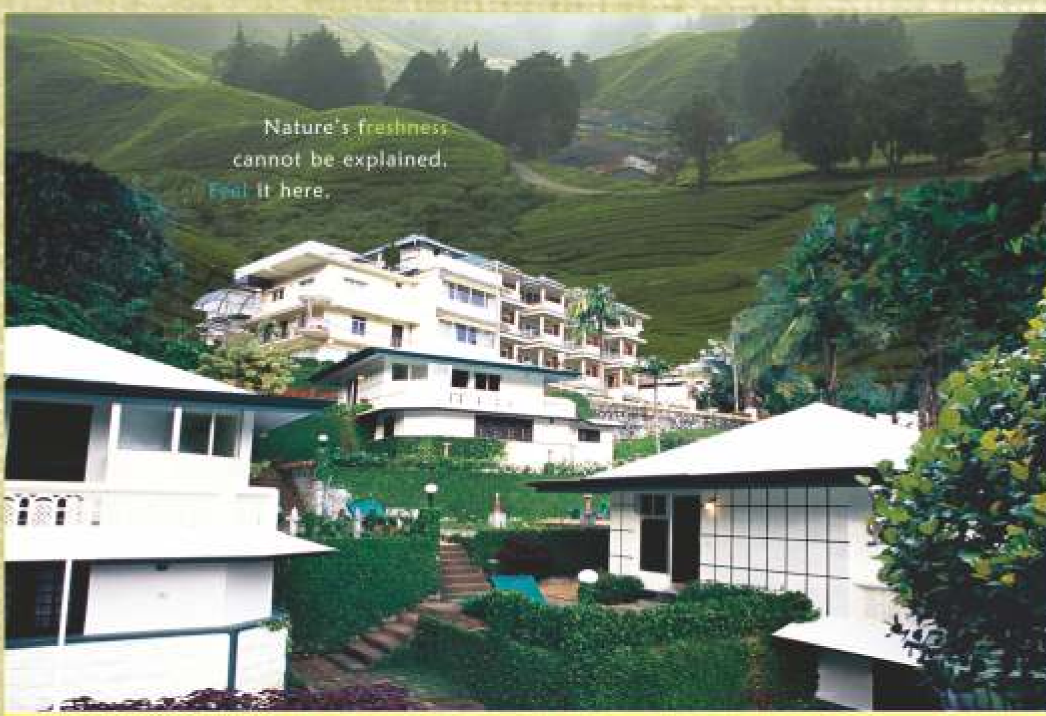

Facilities:

- Laundry Service
- Hot and cold running water
- Doctor on call
- Conference hall
- Credit card facilities
- Travel assistance
- Foreign Exchange

Igloo nature resort

Igloo nature resort
Chithirapuram, Munnar 685 565. Kerala
Tel: +91 4865 263207, 263029 Fax : 263048
e-mail: info@igloomunnar.com
website: www.igloomunnar.com